پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی جہاں جہاں آمد ہوئی اور آپ جس جس جگہ تشریف لے گئے اُن میں سے چند مقامات کے ذِکرِ خیر پر مشتمل کتاب

فیضانِ آمدِ مصطفےٰ

(صفحات:128)



بیانات: خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت

حضرت مولانا الحاج ابو اُسید عُبَید رضا عطاری مدنی دامت برکاتہم العالیہ

فیضانِ آمدِ مصطفےٰ

بیانات

خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت
حضرت مولانا الحاج ابو اُسید عُبَید رضا عطاری مدنی دامت بَرَکاتُہم العالیہ

ریسرچ ڈپارٹمنٹ
المدینۃ العلمیۃ (Islamic Research Centre)

عنوان

فیضانِ آمدِ مصطفٰے

موضوع

سیرت

بیانات

خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا الحاج ابو اُسید عُبید رضا عطاری مدنی دامت بَرَکاتُہم العالیہ

ریسرچ ڈپارٹمنٹ

المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Centre)

صفحات

128

جملہ حقوق بحق المدینۃ العلمیہ محفوظ ہیں

مکتبۃ المدینہ
MAKTABA TUL MADINAH
دینی کتابوں کی اشاعت کا بین الاقوامی ادارہ

QR CODE

اِن بیانات کو سننے اور دیکھنے کے لئے نیچے دیئے گئے Icon یا کوڈ کے ذریعے آپ خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا الحاج ابو اُسید عُبید رضا عطاری مدنی دامت بَرَکاتُہم العالیہ کے سوشل اکاؤنٹس، ویب سائٹس اور موبائل ایپ تک بآسانی رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔

تصدیق نامہ

حوالہ نمبر: ۳۰۹ تاریخ: ۱۴ صفر المظفر ۱۴۴۷ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب "فیضانِ آمدِ مصطفٰے" پر مجلس تفتیشِ کُتُب و رَسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کُفریہ عبارات، اغلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذِمّہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کُتُب و رَسائل (دعوتِ اسلامی)

09-08-2025

UAN : +92211111252692, Ext : 1144 , ,:92-313-1139278, Ext : 9223
www.dawateislami.net www.maktabatulmadinah.com
ilmia@dawateislami.net feedback@maktabatulmadinah.com

یادداشت

دَورانِ مُطالَعہ ضَرور تاً انڈر لائن کیجئے، اِشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمالیجئے، اِن شاءَاللہ عِلم میں ترقی ہو گی۔

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

”آمدِ مُصطفٰے مَرحبا مَرحبا“ کے 18 حُرُوف کی نِسبت سے اِس کتاب کو پڑھنے کی 18 نیّتیں

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ یعنی مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (معجم کبیر، 6/185، حدیث: 5942)

مَدَنی پھول: جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

(1) ہر بار حَمد و (2) صلوٰۃ اور (3) تَعَوُّذ و (4) تسمیہ سے آغاز کروں گا (اِس صفحے کی اِبتدا میں دی گئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیتوں پر عمل ہو جائے گا) (5) رِضائے اِلٰہی کے لئے اوّل تا آخر اِس کتاب کا مُطالعہ کروں گا (6) حَتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو اور (7) قبلہ رُو مُطالعہ کروں گا (8) جہاں اللہ کا نامِ پاک آئے گا وہاں پاک اور (9) جہاں سرکار کا اِسمِ مُبارَک آئے گا وہاں صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پڑھوں گا (10) حدیثِ پاک: ذِكْرُ الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْعِبَادَةِ وَذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ یعنی اَنبیا کا ذِکر عبادت اور نیک بندوں کا ذِکر (گناہوں کا) کفارہ ہے۔ (جامع صغیر، ص264، حدیث: 4331) پر عمل کرتے ہوئے اِس کتاب میں سے سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ذِکرِ خیر پڑھ کر اور دوسروں کو سنا کر آپ کے ذِکرِ خیر سے برکتیں حاصل کروں گا (11) سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سیرت و کردار کے ذَریعے اپنی اِصلاح کرنے کی کوشش کروں گا (12) اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو عُلَمائے کرام سے پوچھ لوں گا (13) کتاب مکمّل پڑھنے کے لئے بہ نیتِ حصولِ عِلمِ دِین روزانہ چند صفحات پڑھ کر عِلمِ دِین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا (14) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی تَرغیب دِلاؤں گا (15) اِس حدیثِ پاک: تَهَادَوْا تَحَابُّوْا یعنی ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالک، 2/407، حدیث: 1737) پر عمل کی نیّت سے (ایک یا حَسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفہ دوں گا (16) اِس کتاب کے مُطالعے کا ثواب ساری اُمّت کو اِیصال کروں گا۔ (17) ذاتی نسخے پر ”یادداشت“ والے صفحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا (18) کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشِرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔

(مصنّف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

المدینۃُ العلمیۃ
(Islamic Research Center)

عالمِ اسلام کی عظیم دِینی تحریک دعوتِ اسلامی نے مسلمانوں کو دُرُست اسلامی لٹریچر پہنچانے اور اس کے ذَریعے اِصلاحِ فرد و معاشرہ کے عظیم مقصد کے لئے 1421ھ مطابق 2001ء کو جامعۃ المدینہ گلستانِ جوہر کراچی میں المدینۃ العلمیۃ کے نام سے ایک تحقیقی اِدارہ قائم کیا جس کا بنیادی مقصد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃُ اللہِ علیہ کی کتب کو دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق شائع کروانا تھا۔ جمادی الاولیٰ1424ھ / جولائی2003ء کو اسے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ کراچی میں منتقل کر دیا گیا۔ امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کے نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اِشاعتِ عِلْمِ شریعت کا عزم پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ اِدارہ چھ 6 شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا۔ پھر ان میں بتدریج اِضافہ ہوتا رہا۔ اس کی کراچی کے علاوہ ایک شاخ مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، مدینہ ٹاؤن فیصل آباد، پنجاب میں بھی قائم ہو چکی ہے، دونوں شاخوں میں 126 سے زائد علما تصنیف و تالیف یا ترجمہ و تحقیق وغیرہ کے کام میں مصروف ہیں اور 2024ء تک اس کے 30 شعبے قائم کئے جا چکے ہیں:

(1) شعبہ فیضانِ قرآن (2) شعبہ فیضانِ حدیث (3) شعبہ فقہ (فقہ حنفی و شافعی) (4) شعبہ سیرتِ مصطفٰے (5) شعبہ فیضانِ صحابہ و اہلِ بیت (6) شعبہ فیضانِ صحابیات و صالحات (7) شعبہ فیضانِ اولیا و علما (8) شعبہ کتبِ اعلیٰ حضرت (9) شعبہ تخریج (10) شعبہ درسی کتب (11) شعبہ اِصلاحی کتب (12) شعبہ ہفتہ وار رِسالہ (13) شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی (14) شعبہ تراجم کتب (15) شعبہ فیضانِ امیرِ اہلِ سنّت (16) شعبہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ (17) شعبہ ماہنامہ خواتین (18) شعبہ پیغاماتِ عطّار (19) شعبہ دِینی کاموں کی تحریرات (20) دعوتِ اسلامی کے شب و روز (21) شعبہ بچّوں کی دنیا (22) شعبہ رَسائلِ دعوتِ اسلامی (23) شعبہ گرافکس ڈیزائننگ (24) شعبہ رابطہ برائے مصنفین

و محققین (25) شعبہ اِنتظامی اُمور (26) شعبہ تنظیمی رَسائل (27) شعبہ جات کورسز کا نصاب (28) شعبہ میڈیا کانٹینٹ (29) شعبہ خود کفالت (30) شعبہ لغت۔

المدینۃ العلمیۃ کے اَغراض و مقاصد یہ ہیں: ☆ باصلاحیت علمائے کرام کو تحقیق، تصنیف و تالیف کے لئے پلیٹ فارم مہیا کرنا اور ان کی صلاحیتوں میں اِضافہ کرنا۔ ☆ قرآنی تعلیمات کو عصری تقاضوں کے مطابق منظر عام پر لانا۔ ☆ افادۂ خواص و عوام کے لئے علومِ حدیث اور بالخصوص شرحِ حدیث پر مشتمل کتب تحریر کرنا۔ ☆ سیرتِ نبوی، عہدِ نبوی، قوانینِ نبوی، طبِ نبوی وغیرہ پر مشتمل تحریریں شائع کرنا۔ ☆ اہلِ بیت و صحابۂ کرام اور علما و بزرگانِ دِین کی حیات و خدمات سے آگاہ کرنا۔ ☆ بزرگوں کی کتب و رسائل جدید منہج و اسلوب کے مطابق منظر عام پر لانا بالخصوص عربی مخطوطات (غیر مطبوع) کتب و رَسائل کو دورِ جدید سے ہم آہنگ تحقیقی منہج پر شائع کروانا۔ ☆ نیکی کی دعوت کا جذبہ رکھنے والوں کو مستند مواد فراہم کرنا۔ ☆ دِینی و دُنیاوی تعلیمی اِداروں کے طلبہ کو مستند صحت مند مواد کی فراہمی نیز درسِ نظامی کے طلبہ و اساتذہ کے لئے نصابی کتب عمدہ شروحات و حواشی کے ساتھ شائع کر کے ان کی ضرورت کو پورا کرنا۔

اَلحمدُ لِلّٰہ! امیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کی شفقت و عنایت، تربیت اور عطا کردہ اُصولوں پر عمل پیرا ہونے کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا و آخرت میں کامیابی پانے، نئی نسل کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرنے، انہیں باعمل مسلمان اور ایک صحت مند معاشرے کا بہترین فرد بنانے، والدین و اساتذہ اور سرپرست حضرات کو اندازِ تربیت کے درست طریقوں سے آگاہ کرنے اور اسلام کی نظریاتی سرحدوں اور دِین و اِیمان کی حفاظت کے لئے المدینۃ العلمیۃ نے اپنے آغاز سے لے کر اب تک جو کام کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے بشمول المدینۃ العلمیۃ دعوتِ اسلامی کے دِینی کاموں، اِداروں اور شعبوں کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

تاریخ: 8 ذوالحجۃ الحرام 1445ھ / 15 جون 2024ء

مختصر فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	دُنیا میں آمدِ مصطفٰے	9
2	تمام اَنبیائے کِرام کے بعد آمدِ مصطفٰے	22
3	قبیلہ بنی سعد میں آمدِ مصطفٰے	34
4	مُلکِ شام میں آمدِ مصطفٰے	42
5	مُباہلے میں آمدِ مصطفٰے	51
6	طائِف میں آمدِ مصطفٰے	58
7	مِعراج سے واپسی پر آمدِ مصطفٰے	66
8	مَساجد میں آمدِ مصطفٰے	74
9	فتح مکہ میں آمدِ مصطفٰے	86
10	مدینے شریف میں آمدِ مصطفٰے	94
11	قبر میں آمدِ مصطفٰے	107
12	محشر میں آمدِ مصطفٰے	115
13	تفصیلی فہرست	124

پہلے اِسے پڑھئے

اللہ پاک نے اپنی قدرتِ کاملہ سے مخلوق کو پیدا فرمایا اور مخلوق میں سب سے پہلے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پیدائش میں تمام اَنبیا سے اَوّل اور بِعثت میں سب سے آخر ہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے: كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا گیا۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص19) اللہ پاک نے تمام جہان کو حضور جانِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا، آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ حدیثِ قُدسی میں اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: لَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَاَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِيْ وَلَوْلَاكَ يَا مُحَمَّدُ! مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا یعنی اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم)! میں نے دُنیا اور اَہلِ دُنیا کو اِس لیے پیدا کیا کہ جو عزت و مَنزِلت تمہاری میرے یہاں ہے میں ان کو اس کی پہچان کرا دوں اور اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم)! اگر تم نہ ہوتے تو میں دُنیا کو پیدا نہ کرتا۔ (تاریخ ابن عساکر، 3/518) آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مقصودِ کائنات ہیں اور کائنات کی رونق و بہار آپ کے دَم قدم سے وابستہ ہے، آپ جہاں تشریف لے جاتے ہیں وہاں خوب بَرکات کا ظہور ہوتا ہے اور ہر طرف بہار آجاتی ہے۔

پیشِ نظر کتاب خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت حضرت مولانا الحاج ابو اُسید عُبَید رضا عطاری مدنی سلمہ الغنی کے مدنی چینل پر ہونے والے سلسلے "آمدِ مصطفٰے" میں کیے گئے بیانات کا مجموعہ ہے۔ اِن بیانات میں پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی جہاں جہاں آمد ہوئی اور آپ جس جس جگہ تشریف لے گئے اُن میں سے چند مقامات کا ذِکرِ خیر کیا گیا ہے۔ اِن بیانات کی افادیت (یعنی فائدے) کے پیشِ نظر انہیں کتابی صورت میں مُرتب کیا گیا ہے۔ اِس کتاب کو مُرتب کرنے کی سعادت اَبُو الاکرام سید بہرام حسین شاہ عطاری مدنی نے حاصل کی ہے جبکہ تخریج و تفتیش کا کام سید دِلدار حسین شاہ عطاری مدنی نے سر انجام دیا ہے۔ اِس کتاب کا مُطالعہ کرنے سے جہاں پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مختلف مقامات پر تشریف لے جانے کے بارے میں آگاہی حاصل ہو گی وہاں اِن شاءَ اللہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سچی پکی محبت بھی نصیب ہو گی۔ اللہ پاک اِس کتاب کو پڑھنے والوں کے لئے ہدایت کا ذَریعہ بنائے۔

آمین بجاہِ خاتَمِ النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دُنیا میں آمدِ مصطفٰے

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جو مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھے اللہ پاک اُس پر 10 رَحمتیں نازِل فرمائے گا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلَّی اللہ علٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! رَبیع الاول شریف کی مُناسبت سے ہم آپ کے لئے ایک بڑا پیارا سِلسلہ "آمدِ مصطفٰے" لائے ہیں۔ اِس سلسلے میں ہم پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی جہاں جہاں آمد ہوئی اور آپ جہاں جہاں تشریف لے گئے، اُن میں سے چند مقامات کا ذِکرِ خیر روزانہ کسی نہ کسی عنوان کے تحت اِس اُمّید کے ساتھ کرنے کی سعادت حاصل کریں گے کہ اِن شاءَ اللہ کسی نہ کسی دِن ہمارے خوابوں اور ہمارے گھروں میں بھی آمدِ مصطفٰے کا نور پھیلے گا۔

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر میں بھی ہو جائے چَراغاں یارسولَ اللہ

آج ہمارے سلسلے کا عنوان ہے "دُنیا میں آمدِ مصطفٰے" اِس میں ہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دُنیا میں آمد اور وِلادت کے واقعات سنیں گے۔

1 ..... مسلم، ص172، حدیث: 912 دار الکتاب العربی بیروت۔

بے شمار عجائبات کا ظہور

شارِحِ بخاری حضرتِ اِمام اَحمد بن محمد قسطلانی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جب حضرتِ آمنہ رضی اللہُ عنہا نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو شکمِ اَطہر میں اُٹھانے کا شَرَف حاصل کیا تو اُس وقت بے شمار عجائبات ظاہر ہوئے مثلاً عالمِ ملکوت و جبروت (یعنی فرشتوں کی دُنیا) میں نِدا دی گئی: پاک و شرف والے مقامات کو مُعَظَّر کرو، آسمانوں اور ان کے اِرد گرد علاماتِ تعظیم ظاہر کرو، ملائکہ مُقَرَّبین میں سے صِدق و صفا سے متصف منتخب فرشتوں یعنی بہت اعلیٰ فرشتوں کے لئے پاک صاف صفوں میں عبادت کے سجادے بچھاؤ، آج پوشیدہ نورِ محمدی حضرتِ آمنہ رضی اللہُ عنہا کے بَطنِ مبارک میں منتقل ہو چکا ہے جو کہ بہت بڑی اور غالِب عقل کی مالک اور حسب و نسب کے اِعتبار سے فخر والی اور عیبوں سے پاک ہے۔ اللہ پاک نے حضرتِ آمنہ رضی اللہُ عنہا کو اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ مخصوص کیا ہے کیونکہ آپ رضی اللہُ عنہا نسب کے اِعتبار سے اپنی قوم میں سے افضل اور عمدہ ہیں اور اپنی اصل اور فرع کے اِعتبار سے سب سے پاکیزہ اور طیب ہیں۔ اِس سال کو جس میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا نورِ مبارک اپنی والدہ کے بَطنِ اطہر میں منتقل ہوا اور حمل ٹھہرا، فتح اور سُرور کا سال کہا جانے لگا۔[1]

اِس اُمَّت کے سردار اور نبی کی ماں

پھر یہ مبارک نور نو ماہ تک حضرتِ آمنہ رضی اللہُ عنہا کے شکم مبارک میں رہا۔ حضرتِ آمنہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: مجھے معلوم ہی نہ ہوا کہ میں حاملہ ہوں۔ دِیگر عورتیں جس طرح حمل کے دِنوں میں بوجھ اور تھکن محسوس کرتی ہیں، مجھے تو کچھ بھی محسوس نہ ہوا۔

1 ..... مواھب اللدنیہ، 1/60، 61 ملخصًا دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

آپ رضی اللہُ عنہا کو اپنے حامِلہ ہونے کا اِحساس کیسے ہوا؟ اِس کے متعلق آپ فرماتی ہیں: ایک بار میں نیم خوابیدہ (یعنی کچی نیند کی) کیفیت میں تھی کہ کسی نے مجھ سے کہا: اے آمنہ! آپ کو معلوم ہے کہ آپ حامِلہ (یعنی ماں بننے والی) ہیں؟ میں نے نفی میں جواب دیا۔ اس نے بتایا کہ میں اِس اُمَّت کے سردار اور نبی کی ماں بننے والی ہوں۔ جس دِن یہ بات مجھے معلوم ہوئی وہ پیر کا دِن تھا۔ بالآخر 12 رَبیع الاول شریف کو پیر کے دِن آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی وِلادت ہوئی۔ (1)

وِلادت کے وقت ستارے جھکنے لگے

آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے تشریف لاتے ہی دُنیا میں عجیب و غریب واقعات رونما ہوئے۔ حضرتِ عثمان بن ابی العاص رضی اللہُ عنہ کی والدۂ ماجدہ فرماتی ہیں: میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیدائش کے وقت ان کی والدہ بی بی آمنہ رضی اللہُ عنہا کے پاس موجود تھی۔ میں دیکھ رہی تھی کہ ستارے جھکنے لگے، یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ مجھ پر آگریں گے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پیدا ہوئے تو حضرتِ آمنہ رضی اللہُ عنہا سے ایسا نور نکلا جس نے دَر و دیوار کو جگمگا دیا اور مجھے ہر طرف نور ہی نور نظر آنے لگا۔ (2)

وِلادت کی رات چھ نشانیوں کا ظہور

شَواہِدُ النبوۃ میں ہے: حضرتِ عثمان بن ابی العاص رضی اللہُ عنہ کی والدۂ ماجدہ فرماتی ہیں: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نور کے سامنے چراغ کی روشنی بھی ماند تھی۔ میں نے اس رات چھ نشانیاں دیکھیں:

1 ..... مواھب اللدنیہ، 1 / 69 بتغیر قلیل، خصائص کبریٰ، 1 / 72 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
2 ..... مواھب اللدنیہ، 1 / 67، دلائل النبوۃ لابی نعیم، 1 / 76 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

(1) جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پیدا ہوئے تو آپ نے پیدا ہوتے ہی سب سے پہلے سجدہ کیا۔

(2) جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنا سرِ مبارک سجدے سے اُٹھایا تو نہایت فَصاحت کے ساتھ فرمایا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

(3) حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیدائش پر تمام گھر روشن ہو گیا۔

(4) حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پیدا ہوئے تو میں نے آپ کو نہلانا چاہا لیکن غیب سے آواز آئی، اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالیے، ہم نے انہیں پاک وصاف پیدا کیا ہے۔

(5) پھر جب میں نے معلوم کرنا چاہا کہ لڑکی ہے یا لڑکا تو میں نے آپ کو ختنہ شدہ اور ناف کٹی ہوئی دیکھا۔

(6) پھر جب میں نے خیال کیا کہ آپ کو کسی کپڑے میں لپیٹوں تو میں نے آپ کی پشتِ مبارک پر مہرِ نبوت دیکھی اور آپ کے کندھے کے دَرمیان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم لکھا ہوا دیکھا۔[1]

جنَّت کے خازِن فرشتے نے پیشانی پر بوسہ دیا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہُ عنہما سے رِوایت ہے کہ حضرتِ آمنہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: جب حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی وِلادت ہوئی تو جنَّت کے خازِن فرشتے رِضوان نے آپ کے کانِ مبارک میں کچھ ایسی باتیں کہیں جنہیں میں سمجھ نہ سکی۔ پھر اس نے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور عرض کی: اے محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم)! آپ کو مبارک ہو۔ آپ کو تمام اَنبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کا عِلم دیا گیا۔ آپ گویا کہ تمام اَنبیائے کِرام

1 ..... شواھد النبوۃ، ص33 مکتبۃ الحقیقۃ ترکی۔

علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام سے زیادہ عالِم ہیں۔ آپ کا قلبِ مبارک بھی تمام اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کے قلوب سے قوی ہے۔ آپ ہی کے پاس نُصرت کی چابیاں ہیں۔ لوگوں کے دِلوں میں آپ کی ہیبت اور رُعب ڈال دیا گیا ہے۔ جو بھی آپ کا ذِکر سنے گا اُس کا دِل خوفزدہ اور مُضطرب ہو جائے گا۔[1]

آپ کو ہر نبی کا حِلم عطا کیا گیا

پھر ایک اور شخص آیا اور اپنا منہ حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے منہ پر رکھ کر کچھ ڈالنے لگا جیسا کہ کبوتر اپنے بچے کو خوراک دیتا ہے اور حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) اپنی مُبارک انگلیوں سے اسے اِشارہ فرمارہے تھے کہ مزید خوراک دو۔ چنانچہ؛ اس نے کچھ دیر مزید ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد اس نے بھی عرض کی: یاحَبیبَ اللہ (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم)! آپ کو مبارک ہو۔ ہر نبی کا حِلم آپ کو عطا کر دیا گیا ہے۔ اِس کے بعد اس نے حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو اُٹھایا اور کچھ دیر کے لئے انہیں سیدہ آمنہ رضی اللہُ عنہا کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا۔ یہ سب عجائبات دیکھ کر آپ رضی اللہُ عنہا گھبرا گئیں اور آپ کا دِل لرز گیا۔[2]

آپ اوّلین و آخرین کے سردار ہیں

مزید فرماتی ہیں: ابھی وہ اسی کیفیت میں تھیں کہ انہیں محسوس ہوا کہ حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) واپس تشریف لا چکے ہیں اور چودھویں کے چاند کی طرح نور بکھیر رہے ہیں۔ آپ کی خوشبو کستوری کی طرح ہر جگہ پھیل رہی ہے۔ پھر کسی کی آواز آئی، ان کو مشرق و مغرب کی سیر کرواؤ اور انہیں اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کی جائے پیدائش

1 ..... شرف المصطفٰی، 1/360 بتغیر قلیل دار البشائر الاسلامیۃ۔
2 ..... شرف المصطفٰی، 1/360، 361۔

بھی دِکھاؤ۔ اتنے میں حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام تشریف لائے اور انہوں نے حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو اُٹھا کر بوسہ دیا اور فرمایا: اے میرے محبوب! بشارت ہو۔ آپ اَوّلین و آخرین کے سردار ہیں۔[1]

دُنیا کی عزت اور آخرت کا شرف

اِس کے بعد حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام نے حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو مجھے دیا اور تشریف لے گئے۔ پھر ایک اور شخص آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: اے دُنیا کی عزت! اے آخرت کا شرف! آپ کو بشارت ہو۔ آپ نے اللہ پاک کی مضبوط رَسی کو تھام رکھا ہے، جو آپ کی بات مانے گا اور آپ کی رِسالت کی گواہی دے گا وہ بروزِ محشر آپ کے جھنڈے تلے اور آپ کے گروہ میں ہو گا۔ اس کے بعد اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو میرے سپرد کر دیا اور خود چلا گیا۔ پھر میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔[2]

پیدا ہوتے ہی شہادت کی انگلی سے اِشارہ

اے عاشقانِ رسول! رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پیدا ہونے کے بعد سب سے پہلے کیا کیا؟ اِس کے متعلق مختلف رِوایات ملتی ہیں۔ شارِحِ بخاری حضرتِ اِمام اَحمد بن محمد قسطلانی رحمۃُ اللہِ علیہ نے امام طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پیدا ہوئے تو آپ کی مٹھی بند تھی اور آپ شہادت کی انگلی سے اِشارہ فرما رہے تھے کہ جس طرح کوئی شخص اس انگلی کے ذَریعے تسبیح بیان کر رہا ہو۔[3]

1 ..... شرف المصطفٰی، 1/361۔
2 ..... شرف المصطفٰی، 1/361۔
3 ..... مواھب اللدنیہ، 1/67۔

ایک رِوایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سجدے میں تھے اور آپ نے اپنی انگلیاں اِس طرح اُٹھا رکھی تھیں جیسے کوئی اِنتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت کرنے والا ہوتا ہے۔[1]

مشرق و مغرب کے دَرمیان ہر چیز روشن

جنتی صحابی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہُ عنہ کی والدہ ماجدہ بی بی شِفا رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: جب حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) پیدا ہوئے تو میرے ہی ہاتھوں پر تشریف لائے۔ آپ ختنہ شُدہ تھے۔ پھر آپ کو چھینک آئی تو میں نے کسی کی آواز سنی: رَحِمَكَ اللّٰهُ، اس کے بعد مشرق و مغرب کے دَرمیان ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے اس وقت رُوم کے محلات دیکھے۔[2]

متبرک مقامات کی سیر

حضرت شِفا رضی اللہُ عنہا مزید فرماتی ہیں: میں ڈری اور مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اس کے بعد ایک نور سیدھی طرف سے ظاہر ہوا تو کسی نے پوچھا: انہیں کہاں لے گئے تھے؟ جواب ملا، مغرب کی جانب تمام متبرک مقامات پر۔ پھر اُلٹی طرف سے بھی ایک نور ظاہر ہوا تو اس پر بھی کسی نے پوچھا: انہیں کہاں لے گئے تھے؟ جواب ملا، مشرق کی جانب تمام متبرک مقامات پر۔ پھر حضرت اِبراہیم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے سامنے پیش کیا، انہوں نے انہیں اپنے سینے سے لگایا اور طہارت و بَرکت کی دُعا دی۔ یہ بات میرے دِل میں ہمیشہ تازہ رہی یہاں تک کہ جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نبوت کا اِعلان فرمایا تو میں فوراً

1 ..... نہایۃ الارب فی فنون الادب، 16/ 49 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
2 ..... شرح الزرقانی علی المواھب، 1/ 224 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

اِسلام لے آئی اور اَوَّلین و سابقین میں سے ہوئی۔[1]

مجوسی عالِم مُوبَذان کا خواب

اے عاشقانِ رسول! جس رات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پیدا ہوئے، کسریٰ کا محل لَرز اُٹھا اور اس کے 14 بُرج یعنی مینارے گِر گئے۔ اِیران کا وہ آتش کدہ یعنی وہ آگ جو ہزار سال سے روشن تھی بجھ گئی اور ٹھنڈی پڑ گئی۔ دَریائے ساوہ خشک ہو گیا اور مجوسی عالِم موبذان نے خواب میں دیکھا کہ کچھ طاقتور اونٹ عربی گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے لائے اور دَریائے دِجلہ عُبور کرتے ہوئے انہیں اِیران میں پھیلا دیا۔ صبح ہونے پر کسریٰ شاہِ ایران بڑا پریشان تھا مگر اس نے صبر کیا اور سوچا کہ اِس بارے میں وزیروں وغیرہ سے مشورہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ؛ اس نے تاج پہنا اور اپنے تخت پر بیٹھتے ہی مُوبَذان کو بلا کر کہا: مُوبَذان! آج رات میرے محل کے 14 بُرج گر گئے ہیں اور ہزار سال سے مسلسل دہکنے والی آگ ایک دَم بجھ گئی ہے۔

اِس پر مُوبَذان بولا: اے بادشاہ! میں نے بھی آج ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہ کچھ طاقتور اونٹ عربی گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے لائے اور دِجلہ عُبور کروا کر انہیں ہمارے ملک میں پھیلا دیا۔

بادشاہ نے کہا: مُوبَذان! اب بتاؤ کیا کیا جائے؟

مُوبَذان عِلم میں ان سب کا امام تھا۔ کہنے لگا: عرب میں کوئی واقعہ ہوا ہے۔ کسریٰ نے اسی وقت یمن کے فرماں رَوا نعمان کو حکم بھیجا کہ اس کے پاس ایک ایسے شخص کو بھیجا جائے جو اس کے سُوالات کا جواب دے سکے۔

1 ..... خصائص کبریٰ، 1/80، مدارج النبوت، 2/16 مرکز اھل سنت برکات رضا ہند۔

چنانچہ؛ نعمان نے فوراً عبد المسیح نامی ایک شخص کو بھیج دیا جس سے شاہِ ایران نے جب یہ پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرے سُوالات کا جواب ہے؟ تو وہ بولا: اگر مجھے عِلم ہوا تو جواب دے دوں گا ورنہ کسی عِلم والے کا راستہ بتاؤں گا جو جواب دے سکے۔

اب بادشاہ نے اسے سارا ماجرا سنایا تو وہ بولا کہ اِس کا عِلم تو میرے ماموں سَطیح کے پاس ہے جو شام کے ایک پہاڑ میں رہتا ہے۔ بادشاہ نے اسے وہاں بھیج دیا۔ جب وہ سَطیح کے پاس پہنچا تو وہ آخری سانسیں لے رہا تھا۔ عبد المسیح کی پکار پر سَطیح نے سر اُٹھایا اور یہ بتایا کہ ان ساسانیوں یعنی شاہانِ فارِس سے اتنے ہی اَفراد بادشاہ بنیں گے جتنے بُرج گرے ہیں اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ یہ کہہ کر سَطیح مر گیا۔ عبد المسیح نے واپس آکر کسریٰ کو سارا ماجرا سنایا تو وہ بولا: ہم میں سے 14 بادشاہوں کے گزرنے تک کچھ کا کچھ ہو چکا ہو گا، اِس لئے کوئی فکر والی بات نہیں ہے۔ مگر کہا جاتا ہے کہ صرف چار سالوں میں ان کے 10 بادشاہ گزر گئے اور بقیہ بھی یوں ہی جلد ختم ہو گئے۔ (1)

بوقتِ وِلادت سیدہ آمنہ کے مُشاہدات

آیئے اب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیدائش حضرت آمنہ رضی اللہُ عنہا کی زبانی سنتے ہیں: آپ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی وِلادت ہوئی تو اس وقت میں نے ایک عظیم آواز سنی جس سے میں خوفزدہ ہو گئی۔ پھر میں نے دیکھا ایک سفید مُرغ کا بازو میرے سینے کو مل رہا ہے تو میرا خوف وغیرہ جاتا رہا، پھر میں نے دیکھا کہ میرے پاس ایک سفید شربت کا پیالہ لایا گیا میں نے اسے پیا تو سکون حاصل ہوا، اس کے بعد میں نے نور کا ایک بلند مینار دیکھا اس کے بعد اپنے پاس بلند قد والی عورتیں دیکھیں

1 ..... شرف المصطفٰی، 1/122 تا 127۔

جن کا قد عبدِ مناف کی لڑکیوں کی مانند کھجور کے دَرختوں کی طرح تھا میں حیران ہوئی کہ یہ کہاں سے آگئیں؟ ان میں سے ایک بولی: میں آسیہ فرعون کی زوجہ ہوں۔ دوسری نے بتایا: میں مَریم بنتِ عمران ہوں اور یہ عورتیں حورِعین ہیں۔ میرا حال بہت سخت ہو گیا اور ہر گھڑی عظیم سے عظیم تر آوازیں سنائی دیتیں جن سے خوف معلوم ہوتا تھا۔ اِسی دَوران میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے دَرمیان ایک پردہ سا کھینچ دیا گیا ہے، پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کا ایک جھنڈ میرے سامنے آیا یہاں تک کہ میرا کمرہ ان سے بھر گیا، ان کی چونچیں زُمُرُّد کی اور بازو یاقوت کے تھے۔[1]

تین جھنڈے نَصب کیے گئے

اللہ پاک نے میری آنکھوں سے پَردہ اُٹھا دیا اور میں نے مَشارق و مَغارب کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ تین جھنڈے نَصب ہیں: ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ کے اوپر۔ جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پیدا ہوئے تو اس وقت میں نے دیکھا کہ آپ سجدے میں ہیں اور دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں آسمان کی جانب اُٹھائے ہوئے بڑی ہی عاجزی کے ساتھ رو رہے ہیں۔[2]

زمین کے مَشارق و مَغارب کی سیر

پھر میں نے ایک سفید بادل دیکھا جس نے انہیں میری نظروں سے چھپا دیا اور یہ آواز آئی کہ انہیں زمین کے مَشارق و مَغارب میں موجود تمام شہروں کی سیر کرواؤ تاکہ وہاں کے رہنے والے ان کے اِسمِ مبارک اور صورت پہچان لیں اور جان لیں کہ یہ شرک

1 ..... خصائص کبریٰ، 1/82 بتغیر قلیل، السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/47 دار القلم العربی۔
2 ..... خصائص کبریٰ، 1/82۔

کے اَعذار کو ختم کرنے والے ہیں۔[1]

بہت بڑا نورانی بادل

ایک رِوایت میں ہے: سیدہ آمنہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو لٹایا گیا تو انہوں نے ایک بہت بڑے نورانی بادل کو دیکھا کہ جس میں گھوڑوں کے ہنہنانے اور بازوؤں کے پھڑ پھڑانے اور لوگوں کی باتیں کرنے کی آوازیں سنیں۔ یہاں تک کہ اس بادل نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ڈھانپ لیا اور وہ ان کی نظروں سے غائب ہوگئے۔ اس وقت انہوں نے کسی کو یہ کہتے سنا: حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو زمین کے جملہ گوشوں کی سیر کراؤ اور جن و انس کی رُوحوں، فرشتوں، پرندوں اور چرندوں کو زیارت کراؤ۔[2]

اَنبیائے کِرام کے دَریائے اَخلاق میں غوطہ

نیز اِن کو حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے اَخلاق، حضرت شیث علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی مَعرفت، حضرت نوح علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی شجاعت، حضرت اِبراہیم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی خلت، حضرت اِسماعیل علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی زبان، حضرت اِسحاق علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی رضا، حضرت صالح علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی فصاحت، حضرت لوط علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی بشارت، حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی شدت، حضرت ایوب علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کا صبر، حضرت یونس علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی طاعت، حضرت یوشع علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کا جہاد، حضرت داؤد علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کا لحن اور آواز، حضرت دانیال علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی محبت،

1 ..... خصائص کبریٰ، 1/82۔
2 ..... شرف المصطفٰی، 1/359۔

حضرت الیاس علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کا وقار، حضرت یحییٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی عصمت اور حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے زُہد کا پیکر بلکہ تمام اَنبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کے دَریائے اَخلاق میں غوطہ دو۔ اِس کے بعد وہ بادل ہٹ گیا تو انہوں نے دیکھا کہ سبز ریشمی کپڑے میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خوب لپٹے ہوئے ہیں اور چشمے کی مانند اس ریشمی کپڑے سے پانی ٹپک رہا ہے اور کوئی کہنے والا کہتا ہے: ماشاءاللہ، ماشاءاللہ! حضور کو تمام دُنیا پر کس شان سے بھیجا گیا ہے! دُنیا کی کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو آپ کے تابع و فرماں بردار نہ ہو۔ سبھی کو آپ کے قبضۂ قدرت میں دیا گیا ہے۔ اس کے بعد جب سیدہ آمنہ رضی اللہُ عنہا نے حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو دیکھا تو گویا آپ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمک رہے تھے اور آپ (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے جسمِ اطہر سے مشک و عنبر کی لپٹیں آ رہی تھیں۔ (1)

شانوں کے دَرمیان مہر لگائی گئی

تین شخص کھڑے تھے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا برتن، دوسرے کے ہاتھ میں سبز زُمُرُّد کا تھال اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشمی لباس تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک اَنگشتری (یعنی انگوٹھی) نکالی جس سے دیکھنے والوں کی نظریں جھپک گئیں، پھر اسے سات بار دھویا اور اس سے آپ کے شانوں کے دَرمیان مہر لگائی اور حریر میں لپیٹ کر اُٹھا لیا اور کچھ دیر اپنی آغوش میں لے کر پھر میرے سپرد کر دیا۔ (2)

وِلادت کی خوشی میں کعبہ جھومنے لگا

آپ (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی پیدائش کی خوشی میں کعبہ جھومنے لگا۔ وہ لگاتار تین دِن

1 ..... شرف المصطفٰی، 1/ 359، 360 ملتقطاً۔
2 ..... شرف المصطفٰی، 1/ 359، 360 ملتقطاً۔

رات تک پُر سکون نہ ہوا اور یہ وہ پہلی علامت تھی جسے قریش نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی وِلادت کے وقت دیکھا تھا۔[1]

اللہ پاک ہمیں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی برکتوں سے مالا مال فرمائے اور خوب خوب ان کا جَشنِ وِلادت شان و شوکت کے ساتھ منانے کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

❁❁❁

اِس بیان کو دیکھنے اور سننے کے لئے اِس لنک پر کلک کیجئے CLICK HERE

1 .....السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/50۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام اَنبیائے کِرام کے بعد آمدِ مصطفٰے

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک بروزِ قِیامت اس کی دَہشتوں اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہو گا جس نے تم میں سے مجھ پر دُنیا کے اندر بکثرت دُرُود شریف پڑھے ہوں گے۔ (1)

حشر کی تیرَگی سیاہی میں نُور ہے، شمعِ پُرضیا ہے دُرُود
چھوڑیو مت دُرُود کو کافی راہِ جنَّت کا رَہنُما ہے دُرُود

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صلَّی اللہ علٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! رَبیع الاول شریف کی مناسبت سے آج ہمارے سلسلے کا عنوان ہے ”اَنبیائے کِرام کے بعد آمدِ مصطفٰے“ یعنی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تخلیق تو سب سے پہلے ہے لیکن آپ سب اَنبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کے بعد تشریف لائے۔ آپ کا خاندان کیسا تھا؟ اِس میں کیسے کیسے عظیم اَفراد گزرے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے خاندان کے بارے میں کیا اِرشادات بیان فرمائے ہیں؟ آج ہم اِس بارے میں کچھ سننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

میرا خاندان تمام خاندانوں سے بہتر

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ان میں سے اِنسان کو

1 ..... مسند الفردوس، 5/277، حدیث: 8175 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

فضیلت دی، پھر اِنسانوں کو دو حصوں عرب و عجم میں تقسیم کیا تو ان میں سے عربوں کو فضیلت دی، پھر اہلِ عرب کے کئی قبیلے بنائے تو ان میں سے قبیلۂ قریش کو فضیلت دی، پھر قبیلۂ قریش میں کئی خاندان بنائے تو ان میں سے خاندانِ بنی ہاشم کو فضیلت دی اور ہمارے آقا، محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بنی ہاشم میں پیدا فرمایا۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: اللہ پاک نے مخلوق بنائی تو مجھے بہترین مخلوق (یعنی اِنسانوں) میں رکھا، پھر اس کے دو حصے (عرب و عجم) کئے مجھے ان میں سے بہتر حصے (عرب) میں رکھا، پھر قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے (قریش) میں رکھا اور خاندان بنائے تو مجھے بہترین خاندان (بنو ہاشم) میں پیدا فرمایا، تو میں ان سب میں اچھی ذات والا ہوں اور میرا خاندان بھی تمام خاندانوں سے بہتر ہے۔ (1)

بنی ہاشم کے گھر سے بہتر کوئی گھر نہ دیکھا

مسلم شریف کی حدیثِ پاک ہے: اللہ پاک نے اَولادِ اِسماعیل میں سے بنی کِنانہ کو منتخب فرمایا اور اَولادِ کِنانہ میں سے قریش کا اِنتخاب فرمایا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چُنا اور بنی ہاشم میں سے مجھے شرفِ اِنتخاب بخشا۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے بارگاہِ رِسالت میں عرض کی: میں نے تمام زمین کی سمتوں اور گوشوں کو چھان مارا مگر نہ تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے بہتر کسی کو پایا اور نہ ہی میں نے بنی ہاشم کے گھر سے بہتر کوئی گھر دیکھا۔ (2)

اپنی اصل کے لحاظ سے سب سے بہتر

علّامہ عبدُ الرؤف مُناوی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی

1 ..... ترمذی، 5/314، حدیث: 3543 دار الفکر بیروت۔
2 ..... مسلم، 962، حدیث: 5938، معجم اوسط، 4/372، حدیث: 6285 دار الفکر بیروت۔

اصل (یعنی ماں باپ) کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر ہیں کیونکہ آپ پُشت دَر پُشت پاک صُلبوں اور رَحموں میں (نکاح کے ذَریعے) منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ حضرت عبدُ اللہ کی پُشت میں پہنچے۔[1]

آپ کے سارے آباء واَجداد توحید پر

ہمارے پیارے نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آباء واَجداد اللہ پاک کی توحید کے قائل تھے۔ قیامت اور حساب کتاب پر ایمان رکھتے تھے اور دِینِ اِبراہیمی کے اَحکام کو مانتے تھے۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ اِلٰى اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ یعنی میں پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔[2]

اِس حدیثِ پاک کے تحت عُلَما فرماتے ہیں: اِس میں اِس بات کی دَلیل ہے کہ حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام اور حضرت حوا سے لے کر آپ تک آپ کے سارے آباء واَجداد میں سے کوئی بھی کافر نہ تھا کیونکہ کافر کو پاکیزہ نہیں کہا جاسکتا۔[3]

پیارے آقا کا نسب مبارک

اے عاشقانِ رسول! ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خود اپنا نسب مبارک بیان فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے نسب کا تذکرہ فرماتے تو حضرت عدنان تک بیان فرماتے۔ تمام محدثین، سیرت نِگار اور عُلَمائے اَنساب حضرت عدنان تک نسب نامہ پر اِتفاق کرتے ہیں۔ یہ نسب یوں ہے: حضرت محمد (رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) بن عبد اللہ

1 ..... فیض القدیر، 2/294، تحت الحدیث: 1735 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
2 ..... تفسیر کبیر، پ7، الانعام، تحت الآیۃ: 74، 5/33 دار احیاء التراث العربی بیروت۔
3 ..... السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/41، سبل الہدیٰ والرشاد، 1/256 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبدِ مَناف بن قُصَی بن کِلاب بن مُرہ بن کَعب بن لُوَی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کِنانہ بن خُزیمہ بن مُدرِکہ بن الیاس بن مُضَر بن نِزار بن مَعَد بن عدنان۔[1] آیئے اِن میں سے ہر ایک کا مختصر تذکرہ سنتے ہیں:

حضرتِ عدنان

حضرت عدنان، حضرت اِسماعیل علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی اَولاد سے عرب کے معزز فرد تھے۔[2] آپ عرب کے عظیمُ المرتبت سردار تھے، آپ پہلے فرد ہیں جنہوں نے بَیتُ اللہ شریف کو غلاف پہنایا جو چمڑے کا تھا۔[3] رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِن کا تذکرہ خیر و بھلائی کے ساتھ کرنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ یہ دِینِ اِبراہیمی پر تھے۔[4]

حضرتِ مَعَدّ

حضرت مَعَدّ، حضرت عدنان کے صاحبزادے ہیں۔ مَعَدّ کا معنٰی مستعد اور تیار رہنا ہے۔ آپ کو یہ نام اِس لئے دیا گیا کہ آپ ہر وقت دُشمنوں سے جنگ کے لئے تیار رہا کرتے اور ہر معرکے میں کامیاب ہوتے تھے کیونکہ آپ کے ماتھے میں نورِ مصطفٰے چمکتا تھا۔[5]

حضرتِ نِزار

حضرت نِزار، حُسن و جمال اور عقل و دانائی میں اپنے زمانے کے تمام لوگوں پر برتری رکھتے تھے۔ جب یہ کسی بادشاہ کے دَربار میں جاتے تو بادشاہ ان کا بہت اِحترام کرتا اور بڑی

1 ..... بخاری، 2/573 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
2 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/295 بتغیر قلیل۔
3 ..... السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/20 بتغیر قلیل۔
4 ..... فتح الباری، 8/140، تحت الحدیث: 3851 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
5 ..... السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/21۔

محبت سے پیش آتا۔[1]

حضرتِ مُضَر

حضرتِ مُضَر کا نام عَمرو ہے۔ یہ اپنے حسن و جمال کی وجہ سے لوگوں کے دِلوں کو اپنا شیدائی بنا لیتے تھے جو آپ کو دیکھتا تو محبت کرنے لگتا کیونکہ ان کے چہرے پر نُورِ مصطفٰے کے جَلوے نظر آتے تھے۔ آپ بہت خوبصورت، حکیمانہ گفتگو کرنے والے، لَحنِ داؤدی (یعنی سُریلی آواز) کے مالک اور ہر دِل عزیز تھے، آپ نے ہی اونٹوں کو تیز چلانے کے لئے حُدی خوانی کا آغاز کیا۔[2]

حضرتِ اِلیاس

آپ کا نام حبیب اور کنیت ابو عَمرو ہے، آپ کا لقب اِلیاس ہے، آپ کی بہادری، اِستقامت اور جنگ کی پیش قدمی کی وجہ سے اِلیاس کہا جاتا تھا۔[3] آپ اپنے آباء و اَجداد کی طرح خوبصورت، فہم و فراست کے مالک اور ہر دِل عزیز شخصیت اور قوم کے سردار تھے۔ جب آپ جوان ہوئے تو قوم میں پیدا ہو جانے والی بُرائیوں کو ختم کرنے کی کوشش میں مَصروف ہو گئے۔ آپ انہیں حضرت اِسماعیل علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی سنّتوں پر عمل کرنے کی تَرغیب دِلاتے۔[4]

حضرتِ مُدرِکہ

حضرت مُدرِکہ کا اصل نام عَمرو تھا۔ مُدرِکہ کا معنٰی چیزوں کو دَریافت کر لینا اور پالینا

1 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/256۔
2 ..... السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/20 ملتقطاً۔
3 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/289۔
4 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/289۔

ہے۔ انہیں مُدرِکہ کہنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ ان میں نورِ مصطفٰے عیاں و ظاہر تھا، اس کی برکت سے انہوں نے زمانے کی ساری عزت و فخر کو پالیا تھا۔[1]

حضرتِ خُزیمہ

حضرت خزیمہ کو خزیمہ اِس لئے کہا جاتا تھا کہ آپ میں اپنے آباء و اَجداد کی جانب سے نورِ مصطفٰے آکر جمع ہو گیا تھا۔[2] آپ حُسنِ اَخلاق کے پیکر تھے، آپ مَکارمِ اَخلاق اور عمدہ اَوصاف کے بلند دَرجے پر فائز تھے۔ لوگوں پر بہت اِحسانات کیا کرتے تھے جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کی وفات دِینِ اِبراہیمی پر ہوئی۔[3]

حضرتِ کِنانہ

حضرت کِنانہ مَرجَعِ قوم اور سردار تھے۔ کِنانہ کا معنٰی تَرکش ہے، جس طرح ترکش سارے تیروں کو اپنے اندر چھپا لیتا ہے اِسی طرح یہ اپنی قوم کو اپنے جود و کرم اور سخاوت سے اپنے دامن میں چھپائے رکھتے تھے۔ جب یہ بوڑھے ہوئے تو اہلِ عرب ان کے عِلم و فضل کی وجہ سے دور دور سے ان کی زیارت کرنے آیا کرتے اور آپ لوگوں کو نیکی، اِحسان اور مَکارمِ اَخلاق کی وَصیت و تلقین کرتے اور خوش خبری سناتے کہ اللہ پاک کے پیارے نبی، احمدِ مجتبٰی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تشریف لانے والے ہیں، جب وہ آئیں تو ان پر اِیمان لانا اور ان کی پیروی کرنا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اس سے تمہاری عزت و شرافت میں اِضافہ ہو گا۔[4]

---

1 ..... السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/21۔
2 ..... السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/21۔
3 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/287 بتغیر قلیل۔
4 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/286۔

حضرتِ نَضْر

حضرت نَضْر کا نام قیس تھا مگر اپنے چہرے کی تروتازگی اور خوبصورتی کی وجہ سے نضر کے لقب سے مشہور ہوئے۔[1] آپ لوگوں کی مدد و خیر خواہی کے جذبے سے مالا مال تھے۔ حضرت نضر لوگوں سے ان کی حاجات پوچھا کرتے تھے، حاجیوں کی ضَروریات سے آگاہی حاصل کرتے، انہیں پورا کرنے کی جستجو اور ان کی خدمت میں کمربستہ رہتے تھے۔[2]

حضرتِ مالِک

حضرت مالِک کا شمار اہلِ عرب کے بڑے سرداروں میں ہوتا تھا۔ آپ کی کنیت اَبُوالحارِث تھی۔[3]

حضرتِ فِہر

آپ اہلِ مکہ اور اِردگرد کے قبائل کے سردار و رَئیس اور بڑے جاہ و جلال کے مالِک تھے۔ ان کے زمانے میں ایک یمنی نے لشکر کے ساتھ مکہ شریف پر حملہ کیا تاکہ وہ پتھر جن سے حضرت اِبراہیم اور حضرت اِسماعیل علیہما الصلوٰۃ السّلام نے کعبہ شریف تعمیر کیا تھا انہیں اُکھاڑ کر یمن لے جائے اور وہاں کعبہ بنائے تاکہ لوگ وہاں حج کرنے آئیں۔ حضرت فِہر کی قیادت میں اہلِ قریش اور دِیگر قبائل نے اس کا ڈَٹ کر مقابلہ کیا اور اسے شِکستِ فاش یعنی واضح شکست دی۔[4]

1 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/284۔
2 ..... تاریخ طبری، 6/532 دار ابن کثیر بیروت۔
3 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/283، 284۔
4 ..... تاریخ طبری، 6/531۔

حضرتِ غالِب

حضرت غالِب کی کنیت اَبُو تیم تھی، ان کے دو بیٹے تھے لُوَیّ اور تیم۔[1]

حضرتِ لُوَی

آپ بچپن سے ہی حِلم و بُردباری اور عِلم و حکمت کے جامِع تھے، ان کا کلام عِلم و حکمت سے پُر ہوا کرتا تھا۔ جب یہ گفتگو کرتے تھے تو ان کے جملے ضَرْبُ المثل بن جایا کرتے تھے۔[2]

حضرتِ کعب

حضرت کعب خاندانِ قریش کے ممتاز سردار تھے۔ آپ جمعہ کو اپنی قوم کو خطبہ دیا کرتے تھے جو خوبصورت اَلفاظ، وَعظ و نصیحت اور حکمت و دانائی کی باتوں کا مجموعہ ہوا کرتا تھا۔ آپ اس خطبے میں لوگوں کو اللہ پاک کی بنائی ہوئی کائنات میں غور و فکر کرنے، آخرت کی تیاری کرنے، لوگوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے کا دَرس دیا کرتے تھے۔ وہ یہ بھی بیان کیا کرتے تھے کہ مکہ شریف میں آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی آمد ہونے والی ہے، اے کاش! میں بھی اُس وقت موجود ہوتا اور ان پر اِیمان لاتا۔[3]

حضرتِ مُرّہ

حضرتِ مُرّہ کی اَولاد میں تین بیٹے کِلاب، یَقَظَہ اور تَیم تھے۔ آخِرُ الذکر بنو تیم کے جدِّ اَمجد ہیں۔ جو حضرت ابو بکر صِدّیق اور حضرت طلحہ بن عُبَید اللہ رضی اللہ عنہما کا قبیلہ ہے۔

1 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/280۔
2 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/280۔
3 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/278 بتغیر قلیل۔

یَقَظَہ بنو مخزوم کے جدِّ اَمجد ہیں۔[1]

حضرتِ کِلاب

حضرتِ کلاب کا نام حکیم یا عُروہ تھا۔ عربی مہینوں کے موجودہ نام (یعنی محرم، صفر، رَبیع الاول وغیرہ) انہوں نے رکھے تھے۔[2] ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی امّی جان حضرت آمنہ رضی اللہُ عنہا کے خاندان کا نَسَب انہیں سے ملتا ہے۔ یہ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے سب سے پہلے سونے چاندی سے آراستہ تلواریں بَیْتُ اللہ شریف کے لئے وَقف کیں۔ یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تلواروں پر سونا اور چاندی چڑھائی تھی۔[3]

حضرتِ قُصَیّ

حضرت قُصَیّ کا نام زید اور کنیت اَبُو مُغیرہ ہے۔ قریش نے حضرت قصی کو اپنا حاکم تسلیم کر لیا۔ آپ نہایت ذہین، طاقت ور، بلند ہمت، ثابت قدم، بہادر اور قریش کے اَہم ترین سردار تھے۔ آپ تمام اہلِ عرب سے ہوشیار تھے۔ آپ کی رائے عمدہ اور قول سچا ہوتا تھا۔ آپ سخاوت پسند اور پاک دامن تھے۔ آپ کے کارناموں پر قریش فخر کیا کرتے تھے۔[4] آپ ہی وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے حاجیوں کی آسانی کے لئے مُزدَلفہ میں روشنی کے لئے آگ جلائی۔[5]

---

1 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/277، 278۔
2 ..... نہایۃ الارب فی فنون الادب، 1/149۔
3 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/277۔
4 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/272 تا 275 ماخوذاً۔
5 ..... السیرۃ النبویۃ لابن کثیر، 1/98 دار الفکر بیروت۔

حضرتِ عبدِ مُناف

حضرت عبدِ مناف کا نام مُغیرہ تھا، آپ حسین و جمیل، عقل و فراست میں ہم زمانہ میں ممتاز تھے۔ آپ کو قریش کا مغز اور جوہر بھی کہا جاتا تھا۔ آپ کو عبدِ مناف کہنے کی وجہ یہ ہے آپ اہلِ زمانہ میں سے اپنے اَخلاق و اَوصاف کی وجہ سے اَعلیٰ و اَرفع تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا نور آپ کے چہرے پر چمکتا تھا، آپ کے ہاتھ میں نزار کا جھنڈا اور حضرت اِسماعیل علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کی کمان ہوا کرتی تھی۔ آپ بتوں سے نفرت کرتے تھے۔[1]

حضرتِ ہاشِم

حضرت ہاشم کا نام عَمْرو یا عُمَر تھا مگر بلند مَرتبے کی وجہ سے انہیں عَمْرُو العُلا کہا جاتا تھا۔ یہ اپنی خصوصیات اور اَوصاف کی وجہ سے قبیلہ قریش کے سردار قرار پائے۔ آپ بہت مال دار اور رَئیس و سخی تھے، مُسافروں کو سواری دیتے، لوگوں کے مالی حقوق اپنی جیب سے ادا کرتے، انہیں پناہ دیتے، بھوکوں کو کھانا کھلایا کرتے۔ حسین و جمیل اور ذہین و فطین بھی تھے۔ آپ کی سخاوت ضَرْبُ المثل تھی۔ آپ کے چہرے پر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا نور تھا، جو آپ کو دیکھتا اسے آپ سے محبت ہو جاتی۔ قیصر یعنی شاہِ رُوم نے اِن کے اَوصاف اِنجیل میں پڑھے تھے اِس لئے اپنی شہزادی کے ساتھ نکاح کا پیغام بھجوایا مگر آپ نے اِنکار کر دیا۔[2]

حضرتِ عبدُ المطلب

آپ کے سر میں کچھ سفید بال تھے اِس لیے نام شَیْبَۃُ الحمد (وہ بوڑھے جن کی بڑائی و

1 ..... السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/27۔

2 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/268، 269 ماخوذاً۔

عظمت کی تعریف کی جائے) رکھا گیا۔ آپ کی کنیت اَبُو الحارِث اور اَبُو البطحاء ہے۔[1] حضرت عبدُ المطلب طویل قد والے، بہت خوبصورت، قوی و مضبوط جسم کے مالک، سنجیدہ و بُردبار، نہایت سخی اور ان تمام بُرائیوں سے پاک تھے جو مَردوں کو بگاڑنے والی ہیں۔ آپ کے چہرے سے نور کی کرنیں پھوٹتی تھیں، نقش و نگار سے برکت کے آثار نمایاں ہوتے، جسم سے مشک اذفر کی خوشبو آیا کرتی اور دُعائیں قبول ہوتی تھیں۔[2]

حضرتِ عبدُ اللہ

حضرتِ عبد اللہ اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے، والد کے لاڈلے، حسن و جمال، حُسنِ اَخلاق اور شرم و حیا کے پیکر تھے۔ حضرت عبدُ اللہ روشن و خوبصورت چہرے والے مکہ کے سب سے حسین نوجوان تھے، کچھ عورتوں کی جانب سے آزمائش آئی مگر آپ اپنی پارسائی و شرافت کی حفاظت میں کامیاب ہوئے۔ آپ کا نکاح مکہ شریف کے معزز گھرانے بنو زہرہ کے سردار وَہب بن عبدِ مَناف کی نہایت نیک و پارسا بیٹی حضرت آمنہ سے ہوا، جو اس وقت قریش کی عورتوں میں حسب و نسب میں سب سے افضل تھیں۔ حضرت عبد اللہ کی وفات 25 سال کی عمر میں ہوئی۔ اس وقت رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی والدۂ ماجدہ کے بطن میں تھے۔

حضرتِ محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) بن عبدُ اللہ

والدہ کے پیٹ میں نو مہینے تشریف فرمانے کے بعد رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم 12 رَبیع الاوّل کو پیر کے دِن فجر کے وقت کہ ابھی بعض ستارے آسمان پر نظر آرہے تھے اس

1 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 1/262۔
2 ..... السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/31 بتغیر قلیل۔

وقت پیدا ہوئے۔ دونوں ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے، سر آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے (جس سے آپ اپنے بلند مَرتبے کی طرف اِشارہ فرمارہے تھے)، بدن بالکل پاکیزہ اور تیز بوکستوری کی طرح خوشبودار، ختنہ کیے ہوئے، چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح نورانی، آنکھیں قدرتِ اِلٰہی سے سُرمگیں (یعنی سُرمہ لگی ہوئیں)، دونوں شانوں کے دَرمیان مُہرِ نبوت کی چمک لیے دُنیا کو چمکانے کے لیے تشریف لائے۔[1]

مسلمانو! صبحِ بہاراں مبارَک
وہ برساتے انوار سرکار آئے[2]
مُبارَک ہو کہ خَتْمُ الْمُرْسَلِیں تشریف لے آئے
جنابِ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیں تشریف لے آئے

❁❁❁

اِس بیان کو دیکھنے اور سننے کے لئے اِس لنک پر کلک کیجئے CLICK HERE

1 ..... سیرتِ رسول عربی، ص57 مکتبۃ المدینہ کراچی۔
2 ..... وسائلِ بخشش، ص499 مکتبۃ المدینہ کراچی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قبیلہ بنی سَعد میں آمدِ مصطفٰے

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: مسلمان جب تک مجھ پر دُرُود شریف پڑھتا رہتا ہے فرشتے اُس پر رَحمتیں بھیجتے رہتے ہیں، اب بندے کی مَرضی ہے کم پڑھے یا زیادہ۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے سلسلے "آمدِ مصطفٰے مَرحبا مَرحبا" میں آج ہمارا عنوان ہے "قبیلہ بنی سَعد میں آمدِ مصطفٰے۔"

بچوں کی پرورش کا خصوصی اِہتمام

مکہ کے معزز لوگوں کا یہ رَواج تھا کہ وہ اپنے بچوں کو ماں کی گود میں پلتا دیکھنے کے بجائے صحرا میں رہنے والے قبیلوں کے پاس بچپن گزارنے کے لئے بھیجتے۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ دیہات کی خالِص غذائیں کھا کر بچوں کے اَعضا اور جسم مضبوط ہوں اور ان کی خالِص عربی سیکھ کر وہ بھی اسی فصاحت و بلاغت سے کلام کرنے والے بن جائیں۔ اِسی وجہ سے اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو حضرت حلیمہ سَعدیہ رضی اللہُ عنہا کے سِپُرد کر دیا گیا۔ ان کا تعلق "قبیلہ بنی سَعد" سے تھا جو بنی ہوازن کی ایک شاخ تھا، یہ قبیلہ عربی فصاحت میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہُ عنہا اپنے قبیلے کی خواتین کے ساتھ مکہ

1 ..... ابنِ ماجہ، 1/490، حدیث: 907 دار المعرفۃ بیروت۔

میں بچے کو رَضاعت پر لینے کے لئے آئیں۔ حضرت حلیمہ رضی اللہُ عنہا کی قسمت کا ستارہ اپنے عُروج پر تھا کہ آپ کو دو سال تک دودھ پلانے کی سعادت ان کے حصے میں آئی۔[1]

دودھ پلانے والی خوش نصیب خواتین

بعض رِوایات کے مُطابق بی بی حلیمہ کے علاوہ مزید چھ خوش قسمت خواتین نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو دودھ پِلانے کا شرف حاصل کیا، اِن تمام عورتوں کو دولتِ اِیمان نصیب ہوئی۔[2] جبکہ حضرت حلیمہ رضی اللہُ عنہا کو دودھ پلانے کی خدمت کا یہ اِنعام ملا کہ ان کا پورا گھرانہ دولتِ ایمان سے مالا مال ہوا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہُ عنہا کے شوہر حضرت حارِث رضی اللہُ عنہ، صاحبزادے عبد اللہ بن حارِث اور دو صاحبزادیاں انیسہ بنتِ حارِث اور جدامہ بنتِ حارِث ہیں۔ جُدامہ بِنْتِ حارِث ہی شَیما کے نام سے مشہور ہیں جو اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بڑی رَضاعی بہن تھیں اور آپ کو گود میں کھلاتی اور لوریاں دیتی تھیں۔[3]

سینۂ مبارَک پر ہاتھ رکھا تو مسکرانے لگے

اے عاشقانِ رسول! حضرت حلیمہ سَعدیہ رضی اللہُ عنہا جب اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو لینے کے لئے آپ کے مَکانِ عالیشان پر پہنچیں تو فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ آپ سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں، آپ کے پاس سے خوشبوئیں اُٹھ رہی ہیں، سبز رنگ کا ریشمی کپڑا نیچے بچھا ہوا ہے، پیٹھ کے بَل آرام فرما رہے ہیں۔ میں نے آہستہ

1 ..... السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/55، 56 ماخوذاً۔
2 ..... سیرتِ حلبیہ، 1/124 ملخصاً دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
3 ..... طبقات ابنِ سعد، 1/89 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

سے قریب ہو کر اپنے ہاتھوں پر اُٹھا کر آپ کے سینۂ مبارَک پر ہاتھ رکھا تو آپ مسکرانے لگے، اپنی سُرمگیں آنکھیں کھول دیں اور مجھے دیکھنے لگے، میں نے محسوس کیا کہ ان آنکھوں سے اَنوار نکل رہے ہیں اور آسمان کو چُھو رہے ہیں۔ بے اِختیار ہو کر میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کے دَرمیان بوسہ لیا اور آپ کو اپنے سینے سے لگالیا۔ (1)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ نورِ مصطفٰے سے متعلق پیارا محبت بھرا تخیّل پیش کرتے ہیں:

بارہویں کے چاند کا مُجرا ہے سجدہ نور کا — بارہ بُرجوں سے جھکا ایک اِک ستارہ نور کا
تیرے ہی ماتھے رہا اے جانِ سہرا نور کا — بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا — سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
ناریوں کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا — تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجا نور کا (2)

ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نورِ پاک کو براہِ راست عرض کرتے ہیں:

روشن کر قبر بیکسوں کی — اے شَمعِ جمالِ مُصطفائی
اندھیر ہے بے ترے مرا گھر — اے شَمعِ جمالِ مُصطفائی
آنکھوں میں چمک کے دل میں آجا — اے شَمعِ جمالِ مُصطفائی
تاریک ہے رات غم زدوں کی — اے شَمعِ جمالِ مُصطفائی
پُرنور ہے تجھ سے بزمِ عالَم — اے شَمعِ جمالِ مُصطفائی (3)

1 ..... مواھب اللدنیہ، 1/79۔
2 ..... حدائقِ بخشش، ص242 تا 245 مکتبۃ المدینہ کراچی۔
3 ..... حدائقِ بخشش، ص357۔

یہ بچہ بڑا بابرکت ہے

پھر جب حضرت حلیمہ رضی اللہُ عنہا دودھ پلانے بیٹھیں تو نبوّت کی بَرکتیں ظاہر ہونے لگیں۔ خدا کی شان کہ حضرت حلیمہ رضی اللہُ عنہا کے اِس قدر دُودھ بڑھ گیا کہ آپ اور آپ کے رَضاعی بھائی عبدُ اللہ بن حارِث نے خوب پیٹ بھر کر دودھ پیا اور دونوں آرام سے سو گئے۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی رَضاعی والدہ کا صرف ایک طرف سے دودھ پیتے، دوسری طرف سے وہ پلانا بھی چاہتیں تب بھی نوش نہ فرماتے (یعنی نہ پیتے) کہ وہ بھائی کا حصہ تھا، یہ اِس بات کا اِشارہ تھا کہ عدل و اِنصاف کا بول بالا کریں گے۔ آپ کی بَرکت سے حضرت حلیمہ کی کمزور اُونٹنی جو دودھ سے خالی تھی اس میں بھی خوب دودھ آ گیا۔ حضرت حلیمہ کے شوہر نے اُس کا دودھ دوہا اور دونوں میاں بیوی نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور وہ رات بڑی راحت و سکون کے ساتھ بسر کی اور رات بھر میٹھی نیند کے مزے لوٹتے رہے۔ جب بیدار ہوئے تو حضرت حلیمہ کے شوہر حارِث بن عبدُ العزیٰ کہنے لگے: حلیمہ! تم بڑا ہی مُبارَک بچّہ لائی ہو۔ حضرت حلیمہ رضی اللہُ عنہا نے کہا کہ واقعی مجھے بھی یہی اُمّید ہے کہ یہ بچہ بڑا بابرکت ہے اور خدا کی رَحمت بن کر ہمیں ملا ہے۔ عنقریب ہمارا گھر خیر و برکت سے بھر جائے گا۔ (1)

کمزور خچر تیز چلنے لگا

حضرت حلیمہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو لے کر مکہ شریف سے اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے تو میرا وہی خچر جو پہلے کمزوری کی وجہ سے قافلے والوں سے پیچھے رہ جاتا تھا اب اِس قدر تیز چلنے لگا کہ کوئی دوسری سواری اس کا

1 ..... السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/56 بتغیر قلیل۔

مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔[1]

خیرُ الْاَنام کا پہلا کلام

اے عاشقانِ رسول! حضرتِ حلیمہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: دودھ پینے کی عمر میں آپ کی دیکھ بھال کرنے میں مجھے بہت آرام تھا۔ آپ دوسرے بچوں کی طرح نہ چیختے چِلّاتے اور نہ روتے۔ دو ماہ کی عمر میں آپ گھٹنوں کے بل چلنے لگے، تین ماہ کی عمر میں اُٹھ کر کھڑے ہونے لگے، چار ماہ کی عمر میں دیوار کے ساتھ ہاتھ رکھ کر ہر طرف چلا کرتے، پانچ ماہ کی عمر میں چلنے پھرنے کی پوری قوت حاصل کر چکے تھے، آٹھ ماہ کی عمر میں یوں کلام فرماتے کہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجاتی، نو ماہ کی عمر میں فصیح باتیں کرنا شروع فرمادیں۔ آپ نے اپنی عُمر کے اِبتدائی حصّے میں جو کلام فرمایا وہ یہ تھا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا (یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اور ہر طرح کی حمد و تعریف اللہ کے لئے ہے)۔[2] جھولا جھولتے وقت آپ چاند سے باتیں کرتے اور اپنی اُنگلی سے جس طرف اِشارہ فرماتے چاند اُسی طرف جھک جاتا۔[3]

جن کو سُوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
صَدقہ اُن ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے
چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں
بارَکَ اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے[4]

1 ..... السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/56۔
2 ..... السیرۃ النبویۃ لدحلان، 1/57، مواھب اللدنیہ، 1/81۔
3 ..... خصائص کبریٰ، 1/91۔
4 ..... حدائق بخشش، ص176۔

اِنعامات اور برکات میں دِن بدن اِضافہ

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب سے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہُ عنہا کے پاس آئے ان کے جانور بڑھنے لگے، ان کی عزت میں اِضافہ ہوا اور خیر و برکت نصیب ہونے لگی۔ جب تک آپ وہاں رہے بی بی حلیمہ کا گھر خیر و برکت سے بھرا رہا، دِن بدن ان اِنعامات اور بَرکات میں اِضافہ ہوتا رہا اور وہ خوشحالی کی زندگی بسر کرنے لگے۔ بی بی حلیمہ رضی اللہُ عنہا آپ کی بَرکات کو یوں بیان فرماتی ہیں:

❁ میرا قبیلہ ”بنی سَعْد“ قَحْط میں مبتلا تھا، جب میں آپ کو لے کر اپنے قبیلے میں پہنچی تو قَحْط دور ہو گیا، زمین سَرسَبْز، دَرخت پھل دار اور جانور موٹے تازے ہو گئے۔ (1)

❁ ایک دِن میری پڑوسن مجھ سے بولی: اے حلیمہ! تیرا گھر ساری رات روشن رہتا ہے اِس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا: یہ روشنی کسی چراغ کی وجہ سے نہیں، بلکہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے نورانی چہرے کی وجہ سے ہے۔ (2)

❁ میرے پاس سات بکریاں تھیں، میں نے آپ کا مُبارَک ہاتھ اُن بکریوں پر پھیرا تو اِس کی بَرَکت سے بکریاں اتنا دودھ دینے لگیں کہ ایک دِن کا دودھ 40 دِن کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ اِتنا ہی نہیں میری بکریوں میں بھی اِتنی برکت ہوئی کہ سات سے 700 ہو گئیں۔ (3)

❁ قبیلے والے ایک دِن مجھ سے بولے: ان کی برکتوں سے ہمیں بھی حصّہ دو۔ چنانچہ؛

1 ..... الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح، ص98 ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی۔
2 ..... الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح، ص98۔
3 ..... انوارِ جمال مصطفٰے، ص107 شبیر برادرز اردو بازار لاہور۔

میں نے ایک تالاب میں آپ کے مُبارَک پاؤں ڈالے اور قبیلے کی بکریوں کو اُس تالاب کا پانی پلایا تو ان بکریوں نے بچے پیدا کئے اور قوم ان کے دودھ سے خوشحال و مالدار ہو گئی۔[1]

❁ آپ کو لڑکے کھیلنے کیلئے بُلاتے تو اِرشاد فرماتے: مجھے کھیلنے کیلئے پیدا نہیں کیا گیا۔[2]

❁ آپ میرے بچّوں کے ساتھ جنگل جاتے اور بکریاں چَرایا کرتے تھے۔ ایک دِن میرا بیٹا مجھ سے بولا: امّی جان! (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) بڑی شان والے ہیں، جس جنگل میں جاتے ہیں ہَرا بھرا ہو جاتا ہے، دھوپ میں ایک بادل اِن پر سایہ کرتا ہے، ریت پر آپ کے قدم کا نشان نہیں پڑتا، پتّھر اِن کے پاؤں تلے خمیر (گُندھے ہوئے آٹے) کی طرح نرم ہو جاتا اور اُس پر قدم کا نشان بن جاتا ہے، جنگل کے جانور آپ کے قدم چومتے ہیں۔[3] مولانا حسن رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا　　یوسف کو ترا طالبِ دِیدار بنایا
کونَین بنائے گئے سرکار کی خاطر　　کونَین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا[4]

بی بی حلیمہ کا مکان رَحمتوں اور بَرَکتوں کی کان

اے عاشقانِ رسول! حضرت حلیمہ رضی اللہُ عنہا اور ان کا خاندان قدم قدم پر اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بَرَکتوں کو دیکھتا رہا، ان سے خوب فیض پاتا رہا اور اپنا مقدر سنوارتا رہا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دو سال مکمل ہو گئے، حضرت حلیمہ رضی اللہُ عنہا نے آپ کا دودھ چھڑا دیا اور مُعاہدے کے مُطابق آپ کو آپ کی والدہ حضرت آمنہ

1 ..... الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح، ص98، 99۔
2 ..... سیرت الانبیا، ص844 مکتبۃ المدینہ کراچی۔
3 ..... انوارِ جمال مصطفٰے، ص109۔
4 ..... ذوقِ نعت، ص47 مکتبۃ المدینہ کراچی۔

رضی اللہُ عنہا کے پاس لے گئیں، انہوں نے حَسبِ توفیق حضرت حلیمہ کو اِنعام واِکرام سے نوازا۔ آپ کی برکتیں دیکھ کر حضرت حلیمہ کا دِل مچلتا کہ آپ مزید ان کے پاس ان کے قبیلے میں رہیں، عجب اِتفاق کہ انہی ایام میں مکہ شریف میں ایک وَبائی مَرض پھیلا ہوا تھا۔ حضرت حلیمہ نے وَبائی بیماری سے بچانے کے لئے حضرت آمنہ رضی اللہُ عنہا کو اِس بات پر راضی کر لیا کہ وہ حضور کو مزید کچھ مدت کے لئے ان کے قبیلے بھیج دیں۔ یوں حضرت حلیمہ کی دِلی مُراد بَر آئی (یعنی مقصد پورا ہوا) اور ایک بار پھر بی بی آمنہ کے چاند سے ان کا آنگن (یعنی گھر) روشن ہو گیا اور اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے برکت والے وجود کی بدولت ان کا مکان دوبارہ سے رَحمتوں اور برکتوں کی کان بن گیا۔ آپ تقریباً چار سال تک قبیلہ بنو سعد میں برکتیں لُٹاتے رہے۔ وہاں آپ نے اپنے رَضاعی بہن بھائیوں کے ساتھ بکریاں بھی چرائیں۔ بکریاں چراگاہوں میں لے جا کر ان کی دیکھ بھال کرنا یہ تقریباً تمام اَنبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کی سنَّت ہے۔ آپ نے اپنے عمل سے بچپن ہی میں اپنی ایک خصلتِ نبوت کا اِظہار فرما دیا۔ قبیلہ بنو سعد میں جب پہلا شَقِّ صدر ہوا اس سے گھبرا کر حضرت حلیمہ آپ کو بی بی آمنہ کے پاس لائیں اور ان کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد آپ اپنی والدہ پاک کی گود میں پرورش پانے لگے۔[1]

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن! اس خُدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سَلام[2]

اِس بیان کو دیکھنے اور سننے کے لئے اِس لنک پر کلک کیجئے CLICK HERE

1 ..... آخری نبی کی پیاری سیرت، ص27، 28 مکتبۃ المدینہ کراچی۔
2 ..... حدائقِ بخشش، ص306۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُلکِ شام میں آمدِ مصطفٰے

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جو مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھتا ہے اللہ پاک اُس پر 10 رَحمتیں نازِل فرماتا ہے اور جو مجھ پر 10 بار دُرُودِ پاک پڑھتا ہے اللہ پاک اُس پر 100 رَحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو مجھ پر 100 بار دُرُودِ پاک پڑھتا ہے اللہ پاک اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنم کی آگ سے آزاد ہے اور اسے بروزِ قِیامت شُہَدا کے ساتھ رکھے گا۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے سلسلے ”آمدِ مصطفٰے مَرحبا مَرحبا“ میں آج ہمارا عنوان ہے ”مُلکِ شام میں آمدِ مصطفٰے۔“ اللہ پاک کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مُلکِ شام کے دو سفر کیے ہیں، جن کا تذکرہ کتب میں ملتا ہے۔ یہ دونوں سفر تجارت کی غرض سے تھے، اِن دونوں سفروں کے واقعات آج ہم سنیں گے۔

سرکار کی کفالت و نگہداشت

اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پہلے اپنی والدۂ ماجدہ کی کفالت میں تھے۔ ان کے دُنیا سے پَردہ فرمانے کے بعد آپ اپنے دادا حضرت عبد المطلب رضی اللہُ عنہ کی کفالت میں آئے۔ بالآخر وہ بھی دُنیا سے پَردہ فرما گئے۔ اِس کے بعد آپ کفالت و نگہداشت

1 ..... معجم اوسط، 5/252، حدیث: 2735۔

کے لئے اپنے چچا ابو طالب کے پاس آئے۔ اللہ پاک نے ابو طالب اور ان کی اہلیہ اِن دونوں میاں بیوی کے دِلوں میں اپنے بھتیجے کی شدید محبت ڈال دی تھی۔ وہ اپنی حقیقی اَولاد سے بڑھ کر ان سے پیار اور شفقت کا مُظاہرہ کرتے۔ یہی پیار تھا کہ ابو طالب رات کو سوتے تو حقیقی اَولاد کے بجائے بھتیجے کو پہلو میں سُلاتے۔[1]

سرکار کے پاکیزہ کردار کی گواہی

آپ کے پاکیزہ کردار سے متعلق ابو طالب کی گواہی کچھ یوں ہے: میں نے کبھی بھی نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کسی وقت بھی کوئی جھوٹ بولے ہوں یا کبھی کسی کو دھوکا دیا ہو یا کبھی کسی کو کوئی اِیذا پہنچائی ہو یا بیہودہ لڑکوں کے پاس کھیلنے کے لئے گئے ہوں یا کبھی کوئی خلافِ تہذیب بات کی ہو۔ ہمیشہ اِنتہائی خوش اَخلاق، نیک عادات، نرم گو، بلند کردار اور اعلیٰ دَرجے کے پاک دامن اور پرہیز گار رہے۔[2]

تجارتی قافلے کے ساتھ مُلکِ شام کا سفر

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب تقریباً 12 سال کے تھے اس وقت ابو طالب قریش کے ایک تجارتی قافلے کے ساتھ مُلکِ شام جانے کے لئے تیار ہوئے۔ اپنے لاڈلے بھتیجے کو ساتھ لے جانے کا اِرادہ نہیں تھا کہ آپ کی عمر کم تھی جبکہ سفر طویل بھی تھا اور مشکل بھی۔ جب قافلے کی روانگی کا وقت آیا تو آپ نے چچا کی سواری کی مہار تھام لی اور گویا ہوئے: ”یَا عَمِّ، اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ لَا اَبَ لِیْ وَلَا اُمَّ اے چچا جان! آپ مجھے کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں نہ میرے والد نہ میری والدہ؟“ اِن جملوں نے

1 ..... طبقات ابن سعد، 1/96۔
2 ..... سیرتِ مصطفٰی، ص 83 مکتبۃ المدینہ کراچی۔

ابو طالب پر ایسا اثر کیا کہ وہ نہ صرف آپ کو ساتھ لے جانے پر راضی ہوئے بلکہ اِعلان کر دیا: "لَا یُفَارِقُنِیْ وَلَا اُفَارِقُہٗ اَبَدًا یعنی آئندہ ہم کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔" سفر شروع ہوا، کئی دِنوں کی مَسافت کے بعد قافلہ بُصریٰ پہنچا۔[1]

اے عاشقانِ رسول! بُصریٰ (Busra) جنوبی شام کا ایک قدیم اور اہم شہر ہے۔ بُصریٰ کے معنٰی ہیں: بلند قلعہ۔ مکہ شریف سے اِس کا فاصلہ لگ بھگ 1575 کلو میٹر ہے۔ مسلمانوں نے حضرت خالد بن وَلید رضی اللہُ عنہ کے ہاتھوں اسے فتح کیا۔ ایک عرصے تک یہ شہر معروف و مشہور رہا پھر فتنہ تاتار نے اس شہر کو ایسا اُجاڑا کہ یہ گمنامی کا شکار ہو گیا۔[2]

دَرخت نے جھک کر اپنا سایہ پھیلا دیا

وہاں ایک دَرخت کے سائے میں قافلے نے پڑاؤ ڈالا، اُس دَرخت کے قریب ہی ایک خانقاہ تھی جہاں ایک عیسائی راہب "جَرجِیس" جو "بَحِیرا" کے لقب سے مشہور تھا ایک عرصے سے قیام کر رہا تھا۔ اُس کی خانقاہ کے پاس سے قافلے گزرتے ہی رہتے تھے، اس نے کبھی ان کی پَروا نہیں کی تھی، لیکن اِس بار اُس نے خانقاہ سے دیکھا کہ ایک نوخیز لڑکے پر بادل سایہ کرتا ہے، جہاں وہ جائے بادل ساتھ جاتا ہے، جب قافلہ دَرخت کے نیچے بیٹھا تو بچے کے لئے دَرخت کے سائے میں جگہ نہ رہی تو دَرخت نے جھک کر اپنا سایہ اس پر پھیلا دیا ہے۔ یہ حیرت انگیز مَناظر اُس کے لئے تعجب کا باعث بنے۔ اُس نے تمام قافلے والوں کی دعوت کر ڈالی، اب حیران ہونے کی باری قافلے والوں کی تھی، ایک شخص سے رہا نہ گیا، وہ پوچھ بیٹھا: پہلے بھی ہم اِس راستے سے بارہا گزرے ہیں، مگر اِس سے پہلے تو

1 ..... السیر والمغازی، ص 73 دار الفکر بیروت۔
2 ..... معجم البلدان، 1/348 دار احیاء التراث العربی بیروت۔

آپ کو کبھی ہماری دعوت کا خیال نہیں آیا۔ اِس بار ایسا کیا ہو گیا ہے کہ آپ بنفسِ نفیس دعوت دینے آ گئے ہیں۔ راہب نے بات ٹال دی اور دعوت قبول کرنے پر اِصرار کیا، قافلے والوں نے دعوت قبول کر لی۔[1]

راہب کی تفتیش

راہب نے دعوت کے وقت سب کا اِستقبال کیا اور منتظر رہا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی مجھے نظر آئیں، مگر ایسا ہو نہ سکا۔ اُس نے پوچھا: سب آ گئے ہیں یا کوئی رہ بھی گیا ہے؟ بتایا گیا کہ سب آ گئے ہیں، البتہ ایک بچہ سامان وغیرہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ اُس نے کہا: یہ ٹھیک نہیں ہے کہ سب سیر ہو کر کھائیں اور وہ محروم رہ جائے۔ اسے بھی بلاؤ۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چچا حارِث گئے اور آپ کو بُلا لائے۔ جب اس نے آپ کے چاند سے چہرے کی زیارت کر لی تو مطمئن ہو گیا۔ سب کو کھانا کھلا کر فارغ کر کے وہ راہب آپ کے پاس آیا، آزمانے کے لئے لات و عزیٰ (بتوں) کا واسطہ دے کر کچھ پوچھنے کی اِجازت چاہی۔ آپ نے اپنی صاف ستھری فطرت کے سبب شرک و کفر کے ان مَرکزوں سے نفرت کا اِظہار کیا۔ راہب نے اب اللہ پاک کے نام کی قسم سے کچھ پوچھنے کی کوشش کی۔ آپ نے آمادگی کا اِظہار کیا تو اس نے آپ سے کچھ سوالات کئے، توقع کے مُطابق جوابات پا کر اُس نے پُشتِ اقدس سے کپڑا ہٹا کر مُہرِ نبوت کو بغور دیکھا اور اسے چُوم لیا۔ پھر ابو طالب سے یہ مکالمہ ہوا:

راہب: یہ بچہ آپ کا ہے؟

ابو طالب: ہاں بیٹا ہے میرا۔

1 ..... سیرتِ حلبیہ، 1/173، 175، دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص96 مکتبۃ العصریۃ۔

راہب: ہو ہی نہیں سکتا کہ ان کے والد زندہ ہوں۔

ابو طالب: ٹھیک، بیٹا یعنی میرا بھتیجا ہے۔

راہب: ان کے والد کہاں ہیں؟

ابو طالب: جب یہ اپنی ماں کے شکم میں تھے تب ہی وہ فوت ہو گئے تھے۔

راہب: ٹھیک بات کہی، ان کی والدہ کہاں ہیں؟

ابو طالب: کچھ عرصہ ہوا وہ بھی فوت ہو گئیں۔

راہب: آپ کے بھتیجے کی بڑی شان ہے۔ انہیں لیں اور واپس وطن چلے جائیں۔ یہود سے ہمیشہ ہوشیار رہیں، اگر اُنہوں نے اِنہیں پہچان لیا، جیسا کہ میں نے پہچانا ہے تو وہ اِنہیں نقصان پہنچانے سے باز نہیں آئیں گے۔ راہب نے یہ بھی بتا دیا: "هٰذَا سَيِّدُ الْعٰلَمِيْن، هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْن، يَبْعَثُ اللهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن یعنی یہ تمام جہانوں کے سردار اور تمام جہانوں کے رَب کے رَسول ہیں، اللہ پاک انہیں تمام جہانوں کے لئے رَحمت بنا کر بھیجے گا۔" ابو طالب نے اِس پُر خلوص نصیحت کو پلے باندھا اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم واپس آ گئے۔[1]

اے عاشقانِ رسول! یہ ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا پہلا سفر جو مُلکِ شام کی طرف ہوا۔ اِسی طرح کا ایک دوسرا سفر بھی تھا جو مُلکِ شام کی طرف ہوا۔ آیئے اس کی تفصیلات ملاحظہ کیجیے:

ہم جانتے ہیں کہ قریش کا پیشہ تجارت تھا اور ان کے تجارتی قافلے موسمِ گرما میں مُلکِ شام اور موسمِ سرما میں یمن کا رُخ کرتے تھے۔ اس دور میں ان راستوں کے آس پاس قتل و غارت گری ہوتی رہتی تھی، قافلے لٹتے رہتے اور مُسافر مارے جاتے تھے مگر قریش

1 ..... سیرتِ حلبیہ، 1/173، 175، دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص97۔

بڑے اَمن میں رہتے تھے۔ ہر جگہ کے لوگ انہیں اہلِ حرم کہتے اور ان کی عزت کرتے تھے، یہ امن کے ساتھ تجارتیں کرتے، اِن تجارتوں سے فائدے اُٹھاتے اور مکہ شریف جہاں نہ کھیتی ہے اور نہ روزی کمانے کے اَسباب، وہاں مسلسل سرمایہ پہنچاتے اور خوشحالی کی زندگی گزارتے تھے۔

مکہ کے جو تاجر اِن سفروں میں سب سے زیادہ حصہ لیتے تھے ان میں سر فہرست حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا تھیں۔ یہ کامیاب اور دولت مند تاجرہ ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اَخلاق کی مالک تھیں۔ عِفَّت و پاک دامنی کی وجہ سے اُس دور میں بھی "طاہرہ" کے پاکیزہ لقب سے مشہور تھیں۔ جب تجارتی قافلہ بیرونِ ملک جاتا تو ان کے سامان سے لَدے ہوئے اونٹ ضرور ساتھ ہوتے۔ یہ حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا کی غیر معمولی سوجھ بوجھ کا کرشمہ تھا کہ آپ خود تجارتی سفر نہیں کرتی تھیں مگر اس دور کی ایک کامیاب تاجرہ اور مکۂ مکرمہ کی خوشحال ترین خاتون تھیں۔

مُلکِ شام کا دوسرا سفر

یہ وہی دِن تھے جب قافلہ تجارت کے لئے مکۂ مکرمہ سے شام کی طرف روانہ ہو رہا تھا اور اِسی قافلے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عمر مبارک تقریباً 25 برس تھی۔ آپ کے چچا ابوطالب کو اس قافلے کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے صادق و امین بھتیجے کو اس سفر پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ آپ نے اپنی خود داری کے سبب طالِب اور سائل بننا گوارا نہ کیا اور اپنے چچا سے کہا: "فَلَعَلَّهَا اَنْ تُرْسِلَ اِلَیَّ فِیْ ذٰلِكَ یعنی شاید وہ (خدیجہ) خود ہی اِس سلسلے میں مجھے بلالیں۔" ابوطالب نے موقع ہاتھ سے نکلنے کے خدشے کا اِظہار کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خاموشی اِختیار فرمائی۔ اِدھر حضرت

خدیجہ تک جب آپ کی امانت و صداقت کی شہرت پہنچی تو انہوں نے آپ کو پیغام بھیجا کہ آپ میرا مالِ تجارت مُلکِ شام لے کر جائیں! جو مُعاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا دُگنا (Double) دوں گی۔ آپ نے یہ دَرخواست قبول فرمائی اور تجارت کا سامان اور مال لے کر مُلکِ شام روانہ ہو گئے۔ حضرت خدیجہ نے اپنا ایک غلام مَیْسَرہ بھی خدمت گزاری کے لئے ساتھ کر دیا تاکہ آپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو۔[1]

سُست اونٹ تیز رَفتار ہو گیا

دَورانِ سفر حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا کے دو اونٹ تھک کر سُست ہو گئے اور قافلے کا ساتھ دینے کے قابل نہ رہے۔ اُس وقت آپ قافلے کے اگلے حصے میں تھے، میسرہ نے آگے جا کر آپ کو اِس پریشانی کا بتایا۔ آپ نے پیچھے آ کر سُست ہو جانے والے اونٹوں کی پچھلی ٹانگوں پر اپنا دَستِ مبارک پھیرا اور کچھ پڑھ کر دَم کیا، اس کا اثر یہ ہوا کہ فوراً ان کی سُستی دور ہو گئی اور وہ تمام اونٹوں سے زیادہ تیز رَفتار ہو گئے اور اگلے حصے میں پہنچ گئے۔[2]

نسطورا راہب سے ملاقات

چند دِنوں کے سفر کے بعد قافلہ شام کے مشہور شہر "بُصریٰ" پہنچا اور وہاں مشہور راہب نسطورا کی خانقاہ کے پاس پڑاؤ کیا۔ آپ ایک دَرخت کے پاس جا کر بیٹھے۔ راہب نے جب آپ کو وہاں بیٹھا دیکھا تو اُس نے میسرہ کو بلایا، میسرہ اس راستے پر اکثر سفر کرتا رہتا تھا یوں راہب اس سے واقف تھا، اُس نے میسرہ سے کہا: یہ کون ہیں جو اِس دَرخت کے نیچے اُترے ہیں؟ میسرہ نے جواب دیا: یہ شہرِ مکہ کے رہنے والے ہیں، بنو ہاشم سے تعلق ہے، ان کا نام "محمد" ہے اور لقب "امین" ہے۔ راہب کہنے لگا: سوائے نبی کے آج تک اِس دَرخت

1 ..... سیرتِ حلبیہ، 1/193۔ 2 ..... سیرتِ حلبیہ، 1/196۔

کے نیچے کوئی نہیں اُترا۔ پھر اُس نے پوچھا: کیا ان کی آنکھوں میں سُرخی رہتی ہے؟ میسرہ نے جواب دیا: ہاں ہے اور ہر وقت رہتی ہے۔ یہ سُن کر نسطورا کہنے لگا: یہی اللہ کے آخری نبی ہیں، مجھے اِن میں وہ تمام نشانیاں نظر آرہی ہیں جو توریت وزَبور میں پڑھی ہیں۔ کاش! میں اُس وقت زندہ ہوں جب یہ اپنی نبوت کا اِعلان فرمائیں گے، اگر میں زندہ رہا تو ان کی بھرپور مدد کروں گا اور ان کی خدمت میں پوری زندگی گزاروں گا۔ اے میسرہ! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کبھی ان سے جُدا مَت ہونا، ان کی خدمت کرتے رہنا، کیونکہ اللہ پاک نے انہیں نبوت کا شرف عطا فرمایا ہے۔[1]

اتنا نفع آج تک نہیں ہوا

آپ نے وہاں اپنا مال فروخت کیا اور اتنا نفع کمایا کہ اِس سے پہلے کبھی اتنا نفع نہیں ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر میسرہ حیران رہ گیا اور بے اِختیار بول پڑا: میں بَرسوں سے اپنی مالکہ کے لئے تجارت کر رہا ہوں مگر اتنا نفع آج تک نہیں ہوا۔ تجارتی سفر سے آپ کامیاب و کامران واپس لوٹے۔ میسرہ نے اس سفر میں آپ کی یہ برکتیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں:

- دھوپ میں بدلیوں کا آپ پر سایہ کئے رہنا۔
- بیمار وسُست پڑ جانے والے اونٹوں کا آپ کے ہاتھوں سے شِفا پا جانا۔
- نسطورا راہب کا آپ پر فِدا ہو جانا۔
- بازارِ شام میں ایک اجنبی شخص کا آپ کے نبی ہونے کی پیشین گوئی کرنا۔
- توقع اور اَندازوں کے بَرخلاف اب تک کا سب سے زیادہ نفع حاصل ہونا۔

اِن وُجوہات کی بِنا پر اللہ پاک نے میسرہ کے دِل میں آپ کی ایسی محبت ڈال دی کہ ایسے لگتا تھا جیسے میسرہ خود آپ کا غلام ہو۔[2]

1 ..... سیرتِ حلبیہ، 1/193۔ 2 ..... سیرتِ حلبیہ، 1/196۔

آپ کی شرافت، نیکی، سچائی، اِیمان داری اور خوش اَخلاقی وغیرہ جیسی نیک صفات نے بھی محبت کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کیا ہو گا۔ واپسی پر میسرہ نے آپ کو مکہ پہلے اور اکیلے پہنچنے کا مشورہ دیا تاکہ آپ خود حضرت خدیجہ کو اِس عظیم نفع کے بارے میں بتائیں۔ جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو اُس وقت بی بی خدیجہ رضی اللہُ عنہا مکان کی چھت پر بیٹھی تھیں۔ انہوں نے یہ منظر دیکھا کہ دو فرشتے آپ پر دھوپ سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ اتنے میں آپ تشریف لائے اور حضرت خدیجہ کو بتایا کہ اِس بار نفع اس سے دُگنا ہے جو پہلے حاصل ہوتا تھا۔ حضرت خدیجہ بہت خوش ہوئیں اور کہا: آپ جائیں اور قافلے کو ساتھ لے کر جلدی واپس آئیں۔ اس سے حضرت خدیجہ کو یہ تصدیق کرنا تھی کہ وہ آپ ہی ہیں جنہیں تھوڑی دیر پہلے نرالی شان کے ساتھ دیکھا تھا۔ آپ جب روانہ ہوئے تو حضرت خدیجہ جلدی سے اوپر جا کر اِس نظارے کو دیکھنے لگیں کہ فرشتے سایہ کر رہے ہیں، اِس منظر نے حضرت خدیجہ کے دِل پر گہرا اثر کیا۔ کچھ دِنوں کے بعد انہوں نے اپنے غلام میسرہ سے اِس بات کا ذِکر کیا تو میسرہ نے بتایا کہ میں تو پورے سفر میں اِسی طرح کے مَناظر دیکھتا رہا ہوں۔ پھر میسرہ نے اِس طویل سفر میں آپ کی صَداقت و دِیانت، حُسنِ سلوک و غمخواری، مُعاملات کو سمجھنے اور کاروباری مہارت کے ساتھ ساتھ دِیگر غیر معمولی رُوح پَرور مَناظر بیان کئے، یہ سُن کر حضرت خدیجہ کے دِل میں آپ کے لئے عقیدت و محبت پیدا ہو گئی۔[1] اِس کے بعد انہوں نے آپ سے رابطہ کیا اور آپ کی پہلی زوجہ بننے کا شرف انہیں حاصل ہوا۔

اِس بیان کو دیکھنے اور سننے کے لئے اِس لنک پر کلک کیجئے CLICK HERE

1 ..... سیرتِ حلبیہ، 1/196، 197۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُباہلے میں آمدِ مصطفٰے

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جس نے مجھ پر ایک بار دُرُودِ پاک پڑھا اللہ پاک اس کے لیے 10 نیکیاں لکھ دیتا ہے، اس کے 10 گناہ معاف فرما دیتا ہے، اس کے 10 دَرَجات بلند فرما دیتا ہے اور یہ 10 غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب　　صلَّی اللہ علٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے سلسلے "آمدِ مصطفٰے مَرحبا مَرحبا" میں آج ہمارا عنوان ہے "مُباہلے میں آمدِ مصطفٰے۔"

نجران کے عیسائیوں کو دعوتِ اسلام

اللہ پاک کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دِینِ اسلام کی دعوت کو عام کرنے کے لئے جہاں مختلف طریقے اِختیار فرمائے ہیں وہاں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بہت سے ملکوں کے سربراہان اور رُؤسا کو خطوط بھی لکھے تھے جن میں انہیں اِیمان لا کر دِینِ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جاتی تھی، اِسی سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اہلِ نجران کی طرف بھی ایک خط روانہ فرمایا۔ نجران مکہ مشرفہ سے جانبِ یمن سات منزل کے فاصلہ پر ایک بڑا شہر ہے، یہ شہر ملکِ عرب میں عیسائی مذہب کا مَرکز تھا اور 73 گاؤں اِس سے

1 ..... الترغیب والترھیب، 2/322، حدیث: 2574 دار الفکر بیروت۔

متعلق تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِس خط میں انہیں اِسلام کی دعوت دی۔ جب یہ پیغام انہیں پہنچا تو شہر کے پادریوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف کچھ لوگوں کو بھیجا جائے تاکہ وہ ان کے حق پر ہونے یا نہ ہونے کی تصدیق کریں۔ چنانچہ؛ اِس کام کے لئے انہوں نے 60 اَفراد پر مشتمل وَفد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس مدینہ شریف بھیجا۔ جب یہ وَفد مدینے شریف پہنچا تو ان لوگوں کے لئے مسجد نبوی کے صحن میں خیمے لگا دیئے گئے، انہوں نے وہیں قیام کیا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم انہیں حق کی طرف بلاتے رہے اور ان کے طرح طرح کے سوالات کے جوابات دیتے رہے لیکن اُن لوگوں نے اِسلام قبول نہ کیا۔[1]

ایک دِن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں اِسلام کی دعوت دی تو وہ کہنے لگے کہ آپ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام اللہ پاک کے بندے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ”ہاں، اس کے بندے اور اس کے رَسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے کنواری پاک مَریم رضی اللہُ عنہا کو عطا فرمایا۔“ عیسائی یہ سُن کر بہت غصہ میں آئے اور کہنے لگے: اے محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم)! کیا تم نے کبھی بے باپ کا اِنسان دیکھا ہے؟ اِس سے اُن کا مطلب یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام خدا کے بیٹے ہیں۔ (معاذ اللہ) اِس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی: ﴿اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ(۵۹)﴾ (پ 3، اٰل عمران:59) ترجمۂ کنزالایمان: ”عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے۔“ اور یہ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام تو صرف بغیر باپ کے پیدا ہوئے جبکہ حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام تو

1 ..... تفسیر خازن، پ3، آلِ عمران، تحت الآیۃ:2،1/228 بتغیر قلیل دار الکتب العربیۃ بیروت۔

ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے تو جب انہیں اللہ پاک کا مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کو اللہ پاک کا مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے؟[1] لہٰذا جیسے حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام بغیر ماں باپ کے بنے، ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام بھی بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ جب حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام خدا کے بیٹے نہ ہوئے تو حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام خدا کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں؟[2]

مُباہلہ کی دعوت دینا

جب عیسائیوں کے وَفد نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کوئی بات نہ مانی اور برابر بحث کرتے رہے تو اِس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ﴿۶۱﴾

(پ3، اٰلِ عمران:61)

ترجَمۂ کنزالایمان: پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرمادو آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

مُباہلہ کسے کہتے ہیں؟

اے عاشقانِ رسول! یہاں مُباہلے کا ذِکر ہو رہا ہے، اِس کا معنٰی بھی سمجھ لیجئے، مُباہلہ کا عمومی مفہوم یہ ہے کہ دو مدِّ مُقابل اَفراد آپس میں یوں دُعا کریں کہ اگر تم حق پر اور میں

1 ..... تفسیر قرطبی، پ3، آلِ عمران، تحت الآیۃ:59، جز:4، 2/79 دار الفکر بیروت۔
2 ..... تفسیر قرطبی، پ3، آلِ عمران، تحت الآیۃ:59، جز:4، 2/80۔

باطل پر ہوں تو اللہ پاک مجھے ہلاک کرے اور اگر میں حق پر اور تم باطل پر ہو تو اللہ پاک تجھے ہلاک کرے۔ پھر یہی بات دوسرا فریق بھی کہے۔

نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مُباہلہ

جب سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو یہ آیت پڑھ کر سُنائی اور مُباہلہ کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ہم غور اور مشورہ کرلیں، کل آپ کو جواب دیں گے۔ جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالِم اور صاحبِ رائے شخص عاقب سے کہا کہ "اے عبدُ المسیح! مُباہلہ کرنے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اُس نے کہا: "اے نصاریٰ کی جماعت! تم پہچان چکے ہو کہ محمد نبی مُرسَل تو ضرور ہیں۔ اگر تم نے اِن سے مُباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑ دو اور گھروں کو لوٹ چلو۔" یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی گود میں تو امام حسین رضی اللہُ عنہ ہیں اور دَستِ مبارک میں امام حسن رضی اللہُ عنہ کا ہاتھ ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہُ عنہا اور حضرت علی رضی اللہُ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پیچھے ہیں اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان سب سے فرمارہے ہیں کہ "جب میں دُعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔ نجران کے سب سے بڑے عیسائی پادری نے جب اِن حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا: اے جماعتِ نصاریٰ! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ پاک سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دُعا کریں تو اللہ پاک پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے، ان سے مُباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ رہے گا۔ یہ سُن کر نصاریٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ "مُباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں

ہے۔ آخر کار انہوں نے جزیہ (یعنی ٹیکس) دینا منظور کیا مگر مُباہلہ کے لیے تیار نہ ہوئے۔[1]

مُباہلے میں تشریف لانے کا حسین منظر

حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مُباہلہ کے دِن باہر تشریف لائے جبکہ سیاہ اُون کی چادر کاندھوں پر ڈالے ہوئے تھے اور جب امام حسن (رضی اللہُ عنہ) آئے تو آپ نے انھیں اپنی چادر میں جگہ دی، اس کے بعد امام حسین (رضی اللہُ عنہ) آئے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی چادر میں جگہ دی اور اس کے بعد حضرت فاطمہ (رضی اللہُ عنہا) آئیں اور بعد میں علی (رضی اللہُ عنہ) آئے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ (پ22، الاحزاب:33) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کر دے۔[2]

نجران والوں پر عذاب قریب آچکا تھا

سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے دَستِ قدرت میں میری جان ہے، نجران والوں پر عذاب قریب آہی چکا تھا اگر وہ مُباہلہ کرتے تو بندروں اور سُوروں کی صورت میں مسخ کر دیئے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اُٹھتا اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرندے تک نیست و نابود یعنی تباہ و برباد ہو جاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصاریٰ ہلاک ہو جاتے۔[3]

---

1 ..... تفسیر خازن، پ3، آلِ عمران، تحت الآیۃ:61، 1/258، تفسیر کشاف، پ3، آلِ عمران، تحت الآیۃ: 61، 1/368 مکتب الاعلام اسلامی۔

2 ..... تفسیر کشاف، پ3، آلِ عمران، تحت الآیۃ:61، 1/369۔

3 ..... تفسیر ابو سعود، پ3، آلِ عمران، تحت الآیۃ:61، 1/373 دار الفکر بیروت۔

مُباہلہ دِین کے یقینی مَسائل میں ہونا چاہیے

اے عاشقانِ رسول! اِس واقعہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مناظرہ سے اوپر دَرجہ مُباہلہ کا ہے یعنی مخالفِ دِین کے ساتھ بد دُعا کرنی۔ دوسرا یہ کہ مُباہلہ دِین کے یقینی مَسائل میں ہونا چاہیے نہ کہ غیر یقینی مَسائل میں لہٰذا اِسلام کی حقانیت پر مُباہلہ ہو سکتا ہے۔

اگر مباہلہ ہوتا تو سب ہلاک ہو جاتے

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے عیسائیوں کے ایک گروہ کو مُباہلے کی دعوت دی تو وہ باز رہے اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کو بتا دیا تھا کہ ”اگر انہوں نے مُباہلہ کیا تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔“ پس انہیں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے فرمانِ عبرت نشان کے صحیح ہونے کا یقین تھا، لہٰذا اِس مُعاملے سے باز رہے۔[1]

روئے زمین پر ایک یہودی بھی باقی نہ رہتا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں کہ ان یہودیوں کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا زبانی پیغام دیا گیا کہ اگر تم سچے ہو تو مقابلہ میں آؤ ہم تم مل کر اللہ پاک سے دُعا کریں کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے اللہ پاک اسے ہلاک کر دے۔ لیکن ساتھ ہی پیشین گوئی بھی کر دی کہ یہ لوگ ہر گز اِس پر آمادہ نہیں ہوں گے۔ چنانچہ؛ یہی ہوا کہ یہ لوگ مقابلے پر نہ آئے اِس لیے کہ وہ دِل سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اور آسمانی کتاب قرآنِ کریم کو سچا جانتے تھے اگر یہ لوگ اس اِعلان کے ماتحت مقابلے میں نکلتے تو سب کے سب ہلاک ہو جاتے۔ روئے زمین پر ایک یہودی بھی باقی نہ رہتا۔ ایک مَرفوع حدیث میں بھی آیا ہے کہ اگر یہودی مُقابلے پر آتے اور جھوٹے کے لیے موت

1 ..... بخاری، 3/134، حدیث: 4380 مفہوماً۔

طلب کرتے تو سب کے سب مَر جاتے اور اپنی جگہ جہنم میں دیکھ لیتے۔ اِسی طرح جو نصرانی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس آئے تھے وہ بھی اگر مُباہلہ کے لیے تیار ہوتے تو وہ لوٹ کر اپنے اہل و عیال اور مال و دولت کا نام و نشان بھی نہ پاتے۔[1]

اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اسے دَبوچ لیتے

حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما سے رِوایت ہے کہ ابو جہل ملعون نے کہا: اگر میں محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو کعبہ میں نماز پڑھتے دیکھ لوں گا تو ان کی گردن کچل دوں گا۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر وہ ایسا کرتا تو سب دیکھتے کہ فرشتے اسے دَبوچ لیتے۔[2]

اے عاشقانِ رسول! نصاریٰ کا اِس طرح مُباہلہ سے گریز کرنا صاف بتا رہا ہے کہ دُشمنانِ اِسلام بھی حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دُعا کی اِجابت (یعنی قبول ہونے) کے قائل تھے۔ اِس مُباہلہ سے ایک اور بڑا نتیجہ یہ نکلا کہ اگر دِینِ اِسلام خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نبی برحق نہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہرگز اپنے دعویٰ پر خدا کے حضور جھوٹے پر لعنت اور غضبِ اِلٰہی نازِل ہونے کی بددُعا کرنے کا حوصلہ اور جُرأت نہ فرماتے۔

❁❁❁

اِس بیان کو دیکھنے اور سننے کے لئے اِس لنک پر کلک کیجئے CLICK HERE

1 ..... مسند امام احمد، 1/533، حدیث: 2225 دار الفکر بیروت۔

2 ..... بخاری، 3/385، حدیث: 4958۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طائف میں آمدِ مصطفٰے

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش ہوتے وَقْت اللہ پاک اس سے راضی ہو اُسے چاہیے کہ وہ مجھ پر کثرت سے دُرُود شریف پڑھے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صلَّی اللہ علٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے سلسلے "آمدِ مصطفٰے مَرحبا مَرحبا" میں آج ہمارا عنوان ہے "طائف میں آمدِ مصطفٰے۔" حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اللہ پاک کے حکم سے مکۂ مکرمہ کے لوگوں کو اِسلام کی دعوت دینا شروع کی۔ اس وقت مکۂ مکرمہ میں زیادہ تر لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جب انہیں بتوں کی عبادت سے روکا اور اللہ پاک کی عبادت کی طرف بُلایا تو ان لوگوں نے اِسلام لانے سے اِنکار کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ستانا شروع کر دیا۔ مکہ والوں کی نافرمانیوں کو دیکھتے ہوئے حضور رَحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِسلام کی دعوت پھیلانے کے لئے مکۂ مکرمہ کے قریبی قبیلوں کا سفر فرمایا جن میں سے ایک "سفرِ طائف" بھی ہے۔

شہر طائف

شہرِ طائف اِسلامی تاریخ کے اِعتبار سے چند اَہم شہروں میں سے ہے۔ اِس کی اَہمیت

1 ..... مسند الفردوس، 2/284، حدیث: 6083۔

اور شہرت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اِس شہر کی گلیوں کو مکے مدینے کے تاجدار، دوجہاں کے مالک و مختار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک قدموں کو بوسے دینے کا شرف حاصل ہے۔ یہاں کی ہواؤں اور فضاؤں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مبارک سانسوں کو چومنے کی سعادت پائی ہے۔ نبوت کے دَسویں سال ماہِ شوال میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بنفسِ نفیس اِس شہر میں تشریف لے گئے۔[1]

طائِف کو تبلیغی سرگرمیوں کا مَرکز بنانے کا اِرادہ

اے عاشقانِ رسول! طائِف کا شہر اپنی گوناگوں یعنی کئی خصوصیتوں کی وجہ سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی توجہ کا مَرکز بنا۔ قبیلہ بنی ثقیف سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کچھ رِشتے داری تھی، اِس کے پیشِ نظر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مکۂ مکرمہ کے بجائے طائِف کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مَرکز بنانے کا اِرادہ فرمایا۔ چنانچہ؛ اِسی وجہ سے نبوت کے دَسویں سال شوال کے مہینے میں آپ نے پیدل طائِف کی طرف سفر فرمایا۔ بعض رِوایات کے مُطابق اِس سفر میں آپ کے غلام حضرت زید بن حارِثہ رضی اللہُ عنہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔[2] تقریباً 91 کلو میٹر کا طویل اور مشکل سفر آپ نے پیدل ہی طے فرمایا۔

طائِف میں تشریف آوری اور دعوتِ دِین

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے طائِف پہنچ کر رابطہ مہم شروع فرمائی۔ طائِف کے تمام قابلِ ذِکر اَفراد کے پاس تشریف لے گئے۔ انہیں اللہ پاک کی وَحدانیت پر اِیمان لانے کی دعوت دی۔ دِینِ اِسلام کے بنیادی عقائد اور اَساسی تعلیمات سے آگاہ

1 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 2/438 ملتقطاً۔

2 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 2/438 ماخوذاً، سیرت الانبیا، ص 848، 849۔

فرمایا۔ گھر گھر جا کر دِینِ اِسلام کی اِس دَعوت کا سِلسلہ ایک ماہ تک جاری رہا اور بعض عُلَما کے نزدیک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے 10 دِن قیام فرمایا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی یہ توقع تھی کہ اہلِ مکہ نے تعصب کی وجہ سے سچی دَعوت کو قبول نہیں کیا لیکن اہلِ طائِف کا رَویہ ایسا مُخالفت والا نہیں ہو گا، وہ اِسلام قبول کرنے میں دیر نہیں کریں گے۔ لیکن یہاں تو کسی نے شائستگی سے جواب دینے کی زَحمت تک گوارا نہ کی اور نہ کسی فرد نے اِس داعیِ بَرحق کی دَعوت کو قبول کیا۔

طائِف کے سرداروں کو دَعوتِ حق

آخر کار حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم طائِف کے تین چوٹی کے سرداروں کے پاس پہنچے جو کہ بھائی تھے، عَبْدِ یالِیل، مسعود اور حبیب۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور اِسلام کی دعوت دی لیکن اِن تینوں بھائیوں نے اِسلام قبول کرنے کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے رُخصت ہونے سے پہلے ان کو کہا: میرے ساتھ جو برتاؤ تم نے کیا وہ تو کیا اب یہ سارا مُعاملہ راز رہے، اِس کو اِفشا نہ کرنا۔ (1)

اے عاشقانِ رسول! حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو خَدشہ تھا کہ اہلِ مکہ کو اگر معلوم ہو گیا کہ میں طائِف گیا ہوں، وہاں کے رُؤسا کو اِسلام کی دعوت دی ہے اور انہوں نے اسے ٹھکرا دیا ہے تو اہلِ مکہ خوشی کے شادیانے بجائیں گے اور اِسلام کے خلاف ان کے مُعاندانہ رَویہ میں مزید تیزی اور تلخی پیدا ہو جائے گی۔ اِس لئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان سے اِس خواہش کا اِظہار کیا لیکن ان میں مُرَوَّت نام کی کوئی چیز نہیں

1 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 2/438۔

تھی، انہوں نے اِس واقعے کی خوب تشہیر کی، وہ ہر ملنے والے سے اپنے اِس متکبرانہ بلکہ اَحمقانہ جواب کا تذکرہ مزے لے لے کر کرتے۔ اِس سے بھی زیادہ رِذالت (یعنی کمینہ پن) کا انہوں نے یوں مُظاہرہ کیا، کہنے لگے: ہمارے شہر سے فوراً نکل جائیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ تم ہمارے نوجوانوں کو اپنی باتوں سے بگاڑ دو گے۔[1] معاذاللہ

طائف میں دَردوالَم کا سامنا

اِس کے علاوہ انہوں نے شہر کے اوباشوں اور نوخیز نوجوانوں کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پیچھے لگادیا، وہ جلوس کی شکل میں اکٹھے ہو گئے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا تعاقب شروع کر دیا، آوازکستے، پھبتیاں اُڑاتے، گالم گلوچ کرتے، اپنے بتوں کے نعرے لگاتے ہوئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پیچھے لگ گئے۔ جس راستے سے سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے گزرنا تھا وہاں طائِف کے شہری صفیں بنا کر بیٹھ گئے اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب ان کے دَرمیان سے گزرے تو انہوں نے پتھر برسانے شروع کئے، جن سے مبارک قدم زَخمی ہو گئے اور خون بہنا شروع ہو گیا۔ ان کی سنگ باری جب شِدَّت اِختیار کر لیتی تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دَرد کی شِدَّت سے بیٹھ جاتے، وہ ظالم آگے بڑھتے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بازوؤں سے پکڑتے اور کھڑا کر دیتے، پھر پتھر برسانا شروع کر دیتے اور ساتھ ہی قہقہے لگاتے۔ زید بن حارثہ رضی اللہُ عنہ بے کسی کے عالَم میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بچانے کے لئے آڑ بن کر کھڑے ہو جاتے، کئی پتھر ان کے سر پر لگے اور زَخموں سے خون بہنے لگا۔ اِس طرح طائِف کے ان بدبخت شہریوں نے اپنے معزز و مکرم مہمان کو اپنے ہاں سے رُخصت کیا۔[2]

1 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 2/438، 439 ماخوذاً۔ 2 ..... شرح الزرقانی علی المواھب، 2/50، 51 ملخصاً۔

جسم مبارک زَخموں سے چور چور

اے عاشقانِ رسول! سرورِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب طائف شہر کے باہر پہنچے تو دِل ان کے ظالمانہ سلوک سے بے حد مغموم تھا۔ سارا جسم زَخموں سے چور چور تھا۔ پاؤں مبارک سے خون بہ رہا تھا، قریب ہی ایک باغ تھا، رَحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس میں تشریف لے گئے اور انگور کی ایک بیل کے نیچے بیٹھ گئے۔[1]

باغ میں دو رَکعت نفل کی اَدائیگی

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہاں پہنچ کر دو رَکعت نفل ادا کئے پھر بڑے دَرد وسوز سے اپنے مَعبودِ بَرحق، اپنے محبوبِ حقیقی کی بارگاہِ بے کس پناہ میں اپنے قلبِ حزیں کی حکایتِ دَرد و غم پیش کی، ان سنگین ترین لمحات میں زبانِ رِسالت سے نکلے ہوئے اِن دُعائیہ کلمات میں جو دَرد و سوز ہے، اپنی بندگی کا جس نرالے اَنداز میں اِظہار ہے اور ان حالات میں بھی جو تمنا لبوں پر دُعا بن کر رونما ہو رہی ہے اس سے آپ کی کمال عظمت کا بخوبی اَندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس محبوب بندے کا اپنے کریم رب سے جو عبودیت کا رِشتہ ہے اس کی پختگی کا پتہ چلتا ہے۔ عِشقِ اِلٰہی کا جو جذبہ اس قَلبِ مبارک میں موجزن ہے اس سے بقدرِ فہم آگاہی نصیب ہوتی ہے۔

مَعبودِ بَرحق کی بارگاہ میں دُعائیہ کلمات

اِس پریشانی اور بے سروسامانی (یعنی مفلسی) کے عالَم میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نگاہِ اِلتجا رَبِّ کائنات کی طرف متوجہ ہوتی ہے، جو ہر بے کس و بے بس کا سہارا ہے، عرض کرتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْ ضُعْفَ قُوَّتِيْ وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ، يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ،

1 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 2/439۔

وَاَنْتَ رَبِّیْ، اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ، اِلٰی بَعِیْدٍ یَتَجَهَّمُنِیْ، اَمْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکْتَهٗ اَمْرِیْ اِنْ لَمْ یَکُنْ بِكَ غَضَبٌ عَلَیَّ فَلَا اُبَالِیْ یعنی یا الٰہی! میں اپنی کم طاقتی اور لوگوں کی نظروں میں بے قدری کی تجھ سے فریاد کرتا ہوں! اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے! تو ہی کمزوروں کا رَب ہے اور میرا بھی رَب ہے، تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے؟ ایسے اجنبی کے حوالے کرتا ہے جو میرے سامنے ناک بھوں چڑھائے یا پھر تُو مجھے ایسے دُشمن کے حوالے فرماتا ہے جسے تُو نے میرا ہر مُعاملہ سونپ دیا ہو؟ اگر تو مجھ سے راضی ہے تو مجھے کسی کی بھی پروا نہیں ہے۔[1]

باغ کے خادم کا خدمت کرنا

اے عاشقانِ رسول! اِتفاق سے وہ باغ جس میں رَحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کچھ دیر کے لئے رُکے تھے مکۂ مکرمہ کے ایک رَئیس رَبیعہ کا تھا، جو اِسلام اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا بدترین دُشمن تھا۔ اُس دِن وہاں اُس کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ باغ میں موجود تھے، طائِف والوں کے اِس ظالمانہ سلوک کو انہوں نے خود دیکھا، یہ خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دُشمن تھے لیکن آپ کی حالت دیکھ کر وہ بھی آپ کو رحم بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔ اُن کا ایک غلام تھا، جس کا نام عداس تھا۔ اُنہوں نے اُس غلام کو کچھ انگور دے کر آپ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ان سے کہو یہ کھالو!

غلام نے وہ انگوروں کا گچھا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی کہ کھایئے! آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بسم اللہ شریف پڑھی اور انگوروں کے دانے توڑ توڑ کر کھانے لگے۔ غلام نے بسم اللہ سنی تو چونک گیا، کہنے لگا کہ یہ کلام تو یہاں کے لوگ نہیں پڑھتے جو آپ نے پڑھا ہے۔ آپ نے پوچھا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

1 ..... الوفاء باحوال المصطفٰی، 1/169۔

اس نے کہا: میں نصرانی ہوں اور نینویٰ کا باشندہ ہوں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: وہ نینویٰ جو یونس علیہ السّلام کا شہر ہے۔ وہ کہنے لگا: آپ یونس کو کیسے جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ میرے بھائی ہیں، وہ بھی نبی تھے میں بھی نبی ہوں۔ یہ سُن کر وہ غلام کھڑا ہو گیا اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا۔ بعض رِوایات میں ہے کہ اس نے اِسلام قبول کر لیا تھا۔ آج بھی اسی مقام پر اس غلام کے نام سے "مسجدِ عداس" موجود ہے۔[1]

جنگِ اُحد کے دِن سے بھی زیادہ سخت دِن

ایک بار حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہُ عنہا نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پوچھا: کیا جنگِ اُحد کے دِن سے بھی زیادہ سخت کوئی دِن آپ پر گزرا ہے؟ تو آپ نے اِرشاد فرمایا: ہاں، اے عائشہ! وہ دِن میرے لئے جنگِ اُحد کے دِن سے بھی زیادہ سخت تھا، جب میں نے طائِف میں وہاں کے ایک سردار "عبد یالیل" کو اِسلام کی دعوت دی۔ اس نے دعوتِ اسلام کو قبول نہ کیا اور اہلِ طائِف نے مجھ پر پتھراؤ کیا۔[2]

فرشتوں کا خدمتِ اقدس میں حاضر ہونا

اے عاشقانِ رسول! حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: ان میں سے کسی نے میری دعوت قبول نہیں کی۔ اِس واقعہ سے مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ میں گویا بے ہوش ہو گیا، اِس حالت میں سامنے کی طرف چل دیا حتّٰی کہ مجھے یہ خبر نہیں کہ میں کہاں جا رہا ہوں چلتے چلتے مقام قرن الثعالب (مکۂ مکرمہ سے ایک دِن اور رات کے فاصلے پر ایک مقام) پر پہنچ گیا، سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل نے مجھ پر سایہ کیا ہوا ہے۔ میں نے نظر اُٹھائی تو اس بادل میں حضرت جبرائیل علیہ السّلام دِکھائی دیئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے مجھے آواز

1 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 2/439۔
2 ..... شرح الزرقانی علی المواھب، 2/51۔

دی اور کہا: بیشک اللہ پاک نے آپ کی قوم کا قول سُن لیا ہے اور انہوں نے جو آپ کو جواب دیا وہ بھی سن لیا ہے، آپ کی طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا گیا ہے تاکہ آپ اسے حکم دیں جو کچھ آپ اپنی قوم میں چاہتے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا بیان ہے کہ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی اور سلام کے بعد کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! بیشک اللہ پاک نے آپ کی قوم کا قول سن لیا ہے۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، مجھ کو آپ کے رَب نے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں اور میں آپ کا حکم بجا لاؤں۔ اگر آپ کہیں میں اَبُو قبیس اور قعیقعان یہ دونوں پہاڑ ان کفار پر اُلٹ دوں تو میں اُلٹ دیتا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ پاک ان کی نسلوں سے اپنے ایسے بندوں کو پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ پاک کی ہی عبادت کریں گے اور شرک نہیں کریں گے۔ (1)

اے عاشقانِ رسول! دیکھا آپ نے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اتنے سخت مصیبتوں اور پریشانیوں سے دوچار ہونے کے بعد بھی انہیں دُعائے ضَرر نہیں دے رہے بلکہ اللہ پاک سے اُمّید رکھی ہوئی ہے کہ ان کی نسلیں اِیمان لے کر آئیں۔ یہ ہے رَحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رَحمت اور شفقت۔ اللہ پاک سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لائے ہوئے دِین پر پورے طریقے سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

❁❁❁

اِس بیان کو دیکھنے اور سننے کے لئے اِس لنک پر کلک کیجئے CLICK HERE

1 ..... شرح الزرقانی علی المواھب، 2/52، 53۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِعراج سے واپسی پر آمدِ مصطفٰے

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جو دِن بھر میں مجھ پر 50 بار دُرُودِ پاک پڑھے گا قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں (یعنی ہاتھ ملاؤں) گا۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صلَّی اللہ علٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے سلسلے "آمدِ مصطفٰے مَرحبا مَرحبا" میں آج ہمارا عنوان ہے "مِعراج سے واپسی پر آمدِ مصطفٰے۔" ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ پاک کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مِعراج پر تشریف لے گئے۔ آپ کے مِعراج پر جانے کا واقعہ بڑا مشہور ہے۔ یہ واقعہ ہم مختصراً سنیں گے۔ اس کے بعد ہم سنیں گے کہ واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے وہاں کی کیا کیا باتیں بیان فرمائیں۔ آیئے پہلے واقعۂ مِعراج سماعت فرمایئے:

مختصر واقعۂ مِعراج

مِعراج کی رات حضرت جبرائیل علیہ السّلام بارگاہِ رِسالت میں حاضِر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مِعراج کی خوش خبری سُنائی اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا مُقدّس سینہ کھول کر اُسے آبِ زَمْ زَمْ سے دھویا، پھر اُسے حکمت و اِیمان سے بھر دیا۔ اِس کے بعد تاجدارِ رِسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں بُراق (نامی سُواری) پیش کی اور اِنتہائی

1 ..... القربۃ لابن بشکوال، ص91، حدیث:90 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

اِکرام واِحترام کے ساتھ اُس پر سُوار کر کے مسجدِ اقصیٰ کی طرف لے گئے۔ بَیْتُ الْمُقَدِّس میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے تمام اَنبیا و مُرسَلِین علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کی اِمامت فرمائی۔ پھر وہاں سے آسمانوں کی سیر کی طرف مُتَوَجِّہ ہوئے، حضرت جبرائیلِ امین علیہ السّلام نے باری باری تمام آسمانوں کے دَروازے کھلوائے، پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام، دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما الصّلوٰۃُ والسّلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام، چوتھے آسمان پر حضرت اِدریس علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام اور ساتویں آسمان پر حضرت اِبراہیم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زیارت و ملاقات سے مُشَرَّف ہوئے، اُنہوں نے حضورِ اَنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عزّت و تکریم کی اور تشریف آوری کی مبارَک بادیں دیں، حتّٰی کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف سیر فرماتے اور وہاں کے عجائبات دیکھتے ہوئے تمام مُقَرَّبین کی آخری منزل سِدْرَۃُ الْمُنْتَہٰی تک پہنچے۔ اِس جگہ سے آگے بڑھنے کی چونکہ کسی مُقَرَّب فِرِشتے کی بھی مجال نہیں ہے، اِس لئے حضرت جبرائیلِ امین علیہ السّلام آگے ساتھ جانے سے مَعْذِرَت کر کے وہیں رہ گئے، پھر مقامِ قُربِ خاص میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ترقّیاں فرمائیں اور اُس قربِ اعلیٰ میں پہنچے کہ جس کے تَصَوُّر تک مخلوق عاجز ہے۔ وہاں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر خاص رَحمت و کرم ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اِنعاماتِ اِلٰہیہ اور مخصوص نعمتوں سے سرفراز فرمائے گئے، زمین و آسمان کی بادشاہت اور اُن سے افضل و بَرتَر عُلوم پائے۔ اُمَّت کے لئے نمازیں فَرض ہوئیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بعض گناہگاروں کی شفاعت فرمائی، جنَّت و دوزخ کی سیر کی اور پھر دُنیا میں اپنی

جگہ واپس تشریف لے آئے۔[1]

عرشِ عُلا پر ربّ نے بُلایا اپنا جَلوۂ خاص دِکھایا
خَلْوَت والے جَلْوَت والے تم پر لاکھوں سلام
تم پر لاکھوں سلام

تخت تمہارا عرش خدا کا مُلکِ خدا ہے مِلک تمہارا
رَبّ کی اعلیٰ خِلافت والے تم پر لاکھوں سلام
تم پر لاکھوں سلام

تم کو دیکھا حق کو دیکھا آپ کی صورت اُس کا جَلوہ
اچھی اچھی صورت والے تم پر لاکھوں سلام
تم پر لاکھوں سلام

چشمِ سَر نے حق کو دیکھا دِل نے حق کو حق ہی جانا
اے حقّانی صورت والے تم پر لاکھوں سلام
تم پر لاکھوں سلام[2]

واقعۂ معراج کی تصدیق

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب مِعراج سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے کیا ہوا۔ چنانچہ: اُمُّ المُؤمنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہُ عنہا رِوایت فرماتی ہیں کہ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اَقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دوسری صبح لوگوں کے سامنے

1 ..... تفسیر صراط الجنان، پ15، بنی اسرائیل، تحت الآیۃ: 1، 5/414، 415 ملخصًا مکتبۃ المدینہ کراچی۔
2 ..... سامانِ بخشش، ص80 تا 83 مکتبۃ المدینہ کراچی۔

اِس مکمل واقعے کو بیان فرمایا، کچھ کفّار وغیرہ دوڑتے ہوئے اَمیرُ المؤمنین حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے: کیا آپ اِس بات کی تَصدیق کر سکتے ہیں جو آپ کے دوست نے کہی ہے کہ اُنہوں نے راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اَقصیٰ کی سیر کی؟ آپ نے پوچھا: کیا آپ نے واقعی یہ بیان فرمایا ہے؟ اُنہوں نے کہا: جی ہاں۔ تو فرمایا: لَئِنْ قَالَ ذٰلِكَ لَقَدْ صَدَقَ یعنی اگر آپ نے یہ اِرشاد فرمایا ہے تو یقیناً سچ ہی فرمایا ہے اور میں اُن کی اِس بات کی بِلا جھجک تصدیق کرتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا: کیا آپ اِس حیران کُن بات کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ رات میں بَیْتُ الْمُقَدِّس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آگئے؟ فرمایا: جی ہاں! میں تو اللہ پاک کے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی آسمانی خبروں کی بھی صُبح و شام تصدیق کرتا ہوں جو یقیناً اِس بات سے بھی زِیادہ حَیران کُن اور تَعَجُّب والی بات ہے۔ پس اِس واقعے کے بعد حضرت ابو بکر "صِدّیق" مشہور ہو گئے۔ (1)

اَمِیرُ الْمُؤمِنِیْن ہیں آپ اِمامُ الْمُسْلِمِیں ہیں آپ
نبی نے جَنّتی جن کو کہا صِدّیقِ اکبر ہیں
سبھی اَصحاب سے بڑھ کر مُقَرَّب ذات ہے اُن کی
رَفِیقِ سَرْوَرِ اَرْض و سَما صِدّیقِ اکبر ہیں
عُمَر سے بھی وہ افضل ہیں وہ عثماں سے بھی ہیں اعلیٰ
یقیناً پیشوائے مُرتضیٰ صِدّیقِ اکبر ہیں (2)

جنّت میں سونے سے سجا ہوا محل

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مِعراج سے

1 ..... مستدرک، 4/25، حدیث: 4515 دار المعرفۃ بیروت۔
2 ..... وسائلِ بخشش (مرمم)، ص565، 566۔

تشریف لانے کے بعد مِعراج کی کئی باتیں اِرشاد فرمائیں۔ آیئے! اُن میں سے کچھ سنتے ہیں:

حضرت اَبُو بُرَیْدَہ رضی اللہُ عنہ سے رِوایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: (شبِ مِعراج) جب میں جنّت میں داخل ہوا تو سونے سے سجے ہوئے ایک محل کے پاس سے میرا گزر ہوا۔ میں نے پوچھا: "لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ یہ محل کس کا ہے؟" فِرِشتوں نے عَرض کی: "لِرَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ یہ ایک عَرَبی نوجوان کا ہے۔" میں نے کہا: "اَنَا عَرَبِیٌّ میں عَرَبی ہوں۔" فِرِشتوں نے عرض کی: "لِرَجُلٍ مِنْ قُرَیْشٍ یہ ایک قُرَشی نوجوان کا ہے۔" میں نے کہا: "اَنَا قُرَشِیٌّ میں قُرَشی ہوں"، فِرِشتوں نے عَرض کی: "لِرَجُلٍ مِّنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ یہ اُمَّتِ محمدیہ کے ایک شخص کا ہے۔" میں نے کہا: "اَنَا مُحَمَّد محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) تو میں ہوں۔ فِرِشتوں نے عرض کی: "لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یہ محل عُمَر بن خطّاب کا ہے۔" رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: "فَاَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَهُ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ تو میں نے چاہا کہ میں اُس محل میں داخل ہو جاؤں تاکہ اُسے دیکھ سکوں مگر مجھے تمہاری غیرت یاد آگئی۔" یہ سُن کر حضرت عُمَر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ عرض کرنے لگے: بِاُمِّیْ وَاَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰه، اَعَلَيْكَ اَغَارُ یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا![1]

اے عاشقانِ رسول! اِس واقعے سے اَمِیْرُ الْمُؤمنین حضرتِ عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کا مقام و مَرتبہ معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے اندر نیک خصلتیں پیدا کریں۔ آیئے! جنّت کی سیر فرمانے والے مکی مدنی مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جنّتی مُشاہدات کے ضمن میں مزید دو رِوایات ملاحظہ کیجئے:

1 ..... بخاری، 2/525، حدیث: 3679 بتغیر قلیل، ترمذی، 5/385، حدیث: 3709 بتغیر قلیل۔

مُعاف کرنے والوں کیلئے بلند و بالا محلّات

حدیثِ پاک میں ہے کہ مِعراج کی رات رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جنَّت میں چند بلند و بالا محلّات مُلاحظہ فرمائے، جن کے بارے میں پوچھنے پر حضرتِ جبرائیل علیہ السّلام نے عرض کیا کہ یہ غصّہ پینے والوں اور لوگوں سے عَفو و دَرگزر (یعنی مُعاف) کرنے والوں کے لئے ہیں اور اللہ پاک اِحسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔[1]

ائمہ اور مُؤَذِّنین کیلئے گنبد نُما خیمے

ایک اور حدیثِ پاک میں ہے: سفرِ مِعراج کی سُہانی رات میں جنَّت کی سیر کرتے ہوئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے موتیوں سے بنے ہوئے گنبد نُما خیمے مُلاحظہ فرمائے جن کی مِٹی مُشک کی تھی۔ آپ نے جبرائیل امین علیہ السّلام سے دَریافت فرمایا: ”لِمَنْ هٰذَا يَاجِبْرِيْل یعنی اے جبرائیل! یہ کس کے لئے ہیں؟“ عرض کیا: اے محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! یہ آپ کی اُمَّت کے ائمہ اور مُؤَذِّنین کے لئے ہیں۔[2]

سرور مَقْدَم کی روشنی تھی کہ تابِشوں سے مَہِ عَرَب کی
جِناں کے گُلشن تھے جھاڑ فَرشی جو پُھول تھے سب کنول بنے تھے[3]

سَفید چہروں والے لوگ

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کے پیارے نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مِعراج کی رات جو مُشاہدے کئے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جنَّت کے دَروازے کے پاس کُرسی پر بیٹھے ایک شخص کو دیکھا جس کے بالوں میں

1 ..... مسند الفردوس، 2/255، حدیث: 3187۔
2 ..... المسند للشاشی، 3/321، حدیث: 1428 مکتبۃ العلوم والحکم۔
3 ..... حدائقِ بخشش، ص237۔

کنگھی کی ہوئی تھی اور اس کے پاس کچھ سفید چہروں والے اور کچھ سیاہ چہروں والے لوگ تھے۔ پھر وہ لوگ جن کی رَنگت میں سِیاہی تھی ایک نہر پر آئے اور اس میں غسل کیا تو ان کے رنگ صاف ہو گئے۔ اِس کے بعد وہ ایک اور نہر پر آئے اور اس میں غسل کیا تو ان کے رنگ مزید صاف ہو گئے۔ اس کے بعد اُنہوں نے تیسری نہر میں غسل کیا تو ان کے رنگ ان کے باقی ساتھیوں کی طرح بالکل سفید ہو گئے لہٰذا وہ اپنے انہی ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ گئے۔ سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں جن کے چہرے سَفِید ہیں اور وہ کون ہیں جن کی رَنگت میں کچھ خرابی تھی پھر وہ نہر میں غسل کر کے نکلے تو ان کے رَنگ صاف ہو گئے؟ عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! یہ (جنَّت کے دَروازے کے قریب کُرسی پر بیٹھے ہوئے) شخص آپ کے والد حضرتِ اِبراہیم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام ہیں یہ زمین پر پہلے شخص ہیں جنہوں نے کنگھی کی اور یہ سَفِید چہروں والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اِیمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہیں کی اور وہ جن کی رَنگت میں کچھ خرابی تھی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اچھے عمل کے ساتھ ساتھ کچھ بُرے عمل کئے پھر اللہ پاک سے توبہ کی تو اللہ پاک نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ اور (جن نہروں میں انہوں نے غسل کیا اُن میں سے) پہلی نہر اللہ پاک کی رَحمت اور دوسری نہر اللہ پاک کی نعمت اور تیسری نہر شرابِ طہور کی ہے جس سے اللہ پاک نے ان کو سیراب کیا۔[1]

بچا جو تلووں کا اُن کے دَھووَن بنا وہ جنَّت کا رنگ و رَوغن
جنھوں نے دُولھا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نُور کے تھے
وہ بُرجِ بطحا کا ماہ پارہ بہِشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خُلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے[2]

1 ..... دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/401 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔ 2 ..... حدائقِ بخشش، ص231-237۔

قرض کا ثواب صَدَقے سے زیادہ

مِعراج کی رات پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جنَّت میں اپنے اُمّتیوں کے لئے رَحمتِ الٰہی کے جو مُشاہدات فرمائے اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ فرماتے ہیں: میں نے جنَّت کے دَروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا کہ صَدقے کا ثواب 10 گُنا اور قرض کا 18 گُنا ہے۔ میں نے جبرائیل علیہ السّلام سے دَرْیافت کیا: کیا سبب ہے کہ قرض کا دَرَجہ صَدَقے سے بڑھ گیا ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ سائِل کے پاس مال ہوتا ہے اور پھر بھی سُوال کرتا ہے جبکہ قرض لینے والا حاجَت کی بِنا پر ہی قرض لیتا ہے۔[1]

اے عاشقانِ رسول! اِس سے ہمیں یہ دَرس ملتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کو قرض کی ضَرورت ہو تو اللہ پاک کی رِضا اور دِیگر اچھی اچھی نیّتوں سے حَسْبِ اِستِطاعت اپنے بھائی کو قرض دے دینا چاہیے، ہمارا پیارا دِینِ اِسلام ہمیں مسلمانوں کی خیر خواہی اور ایک دوسرے سے ہمدردی کا پیغام دیتا ہے اور اِس بات کی طرف ہماری راہ نمائی کرتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی پریشانی و مصیبت کا شکار ہو جائے تو دوسرے پر اَخلاقی طور پر لازم ہے کہ اُس سے مُنہ موڑنے کے بجائے اُس کی مدد کرے۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

❁❁❁

اِس بیان کو دیکھنے اور سننے کے لئے اِس لنک پر کلک کیجئے CLICK HERE

1 ..... ابن ماجہ، 3/154، حدیث: 2431۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَساجد میں آمدِ مصطفٰے

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کرو بے شک تمہارا مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا تمہارے لئے پاکیزگی کا باعث ہے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صلَّی اللہ علٰی مُحَمَّد

مسجدِ اقصیٰ میں آمدِ مصطفٰے

اے عاشقانِ رسول! ہمارے سلسلے ”آمدِ مصطفٰے مَرحبا مَرحبا“ میں آج ہمارا عنوان ہے ”مَساجد میں آمدِ مصطفٰے۔“

مِعراج کی رات عجائباتِ قدرت کو مُلاحظہ فرماتے ہوئے سرورِ کائنات، شہنشاہِ موجودات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اُس مقدّس شہر میں تشریف لے آئے جہاں مسجدِ اقصیٰ واقع ہے، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس کے بابِ یمانی سے داخِل ہوئے پھر مسجد کی جانِب چلے۔[2] آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بُراق کو دَروازۂ مسجد میں موجود اُس کڑے کے ساتھ باندھا جس سے پہلے کے اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام باندھا کرتے تھے۔ بعد میں حضرت جبرائیل علیہ السّلام اُسے مسجد کے اِحاطے میں لے آئے اور اپنی انگلی کے ذَریعے ایک پتھر میں سوراخ کرکے اُس کے ساتھ باندھ دیا۔[3]

1 ..... مسند ابی یعلیٰ، 5/458، حدیث: 6383 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
2 ..... سیرتِ حلبیہ، 1/523۔ 3 ..... شرح الزرقانی علی المواھب، 8/103۔

اِمامُ الانبیا نے تمام اَنبیا کی امامت فرمائی

پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شانِ عالی کے اِظہار کے لئے بَیْتُ المقدس میں تمام اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کو جمع کیا گیا تھا۔[1] جب آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یہاں تشریف لائے تو ان سب حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو دیکھ کر خوش آمدید کہا اور نماز کے وقت سب نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو امامت کے لئے آگے کیا پھر حضرتِ جبرائیل علیہ السّلام نے دَستِ مُبارَک پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے تمام اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کی امامت فرمائی۔[2]

حضرتِ سیِّدُنا امام شرف الدِّین بوصیری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدَّمَتْكَ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَاءِ بِهَا
وَالرُّسْلِ تَقْدِيْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰى خَدَمِ[3]

یعنی بَیْتُ المقدس میں تمام اَنبیا و رُسُل علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو آگے کیا جیسے مَخْدُوم اپنے خادِموں کے آگے ہوتا ہے۔

کائنات کی سب سے انوکھی نماز

سبحانَ اللہ! کیا خُوب نماز ہے کہ تمام اَنبیا و رُسل علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام مقتدی ہیں، پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے، شَبِ اَسریٰ کے دولہا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اِمام ہیں اور پہلا قبلہ جائے نماز ہے، یقیناً کائنات میں ایسی نماز کبھی نہیں ہوئی، آسمان نے ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا۔

شَبِ مِعراج آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اَوّل و آخِر ہونے کا عُقْدَہ بھی کُھل گیا، اِس

1 ..... نسائی، ص 81، حدیث: 448 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
2 ..... سیرتِ حلبیہ، 1/525۔
3 ..... قصیدۃ البردۃ مع شرحھا عصیدۃ الشھدۃ، ص 240 مکتبۃ المدینہ کراچی۔

راز سے بھی پَردہ اُٹھ گیا اور اَوّل و آخِر ہونے کے معنٰی روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جو کہ سب سے آخری رَسول ہیں، پہلے کے اَنبیا اور رَسولوں کی اِمامت فرما رہے ہیں۔ اِسی راز کو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سِرّ، عِیاں ہوں معنی اوّل آخِر
کہ دَست بستہ ہیں پیچھے حاضِر، جو سلطنت آگے کر گئے تھے[1]

اَنبیائے کِرام کے خطبات

بَیْتُ المقدس کی اِن نورانی اور رَحمت بھری فضاؤں میں بعض اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام نے خطبے بھی دیئے جن میں اللہ پاک کی حمد اور اپنے اُوپر اُس کی بے پایاں رَحمتوں اور نعمتوں کا تذکرہ فرمایا۔

اِبراہیم علیہ السّلام کا خطبہ

چنانچہ؛ سب سے پہلے حضرت اِبراہیم علیہ السّلام نے خطبہ دیتے ہوئے کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا وَّاَعْطَانِیْ مُلْكًا عَظِیْمًا وَجَعَلَنِیْ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ یُؤْتَمُّ بِیْ وَاَنْقَذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَجَعَلَهَا عَلَیَّ بَرْدًا وَّسَلَامًا یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے مجھے خلیل بنایا، مجھے عظیم بادشاہت عطا فرمائی، مجھے امام اور اپنا فرمانبردار بندہ بنایا، میری اِقتدا و پیروی کی جاتی ہے، مجھے آگ سے نجات عطا فرمائی اور اسے مجھ پر ٹھنڈی اور سلامتی والی کر دیا۔[2]

1 ..... حدائقِ بخشش، ص232۔
2 ..... دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/400۔

موسیٰ علیہ السّلام کا خطبہ

پھر حضرت موسیٰ علیہ السّلام خطبہ دیتے ہوئے کہنے لگے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَلَّمَنِیْ تَكْلِیْمًا وَّاصْطَفَانِیْ بِرِسَالَتِهٖ وَكَلِمَاتِهٖ وَقَرَّبَنِیْ اِلَیْهِ نَجِیًّا وَاَنْزَلَ عَلَیَّ التَّوْرَاةَ وَجَعَلَ هَلَاكَ اٰلِ فِرْعَوْنَ عَلٰی یَدِیْ وَنَجّٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی یَدِیْ

یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے مجھ سے کلام فرمایا، مجھے اپنی رِسالت اور کلمات کے لئے منتخب فرمایا، مجھے راز کہنے کو قریب کیا، مجھ پر تورات نازِل فرمائی، میرے ہاتھ پر فرعون کو ہلاک کیا اور میرے ہی ہاتھ پر بنی اِسرائیل کو نجات عطا فرمائی۔[1]

داود علیہ السّلام کا خطبہ

ان کے بعد حضرت داؤد علیہ السّلام نے خطبہ دیتے ہوئے کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَوَّلَنِیْ مُلْكًا وَّاَنْزَلَ عَلَیَّ الزَّبُوْرَ وَاَلَانَ الْحَدِیْدَ وَسَخَّرَ لِیَ الطَّیْرَ وَالْجِبَالَ وَاٰتَانِیَ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے مجھے بادشاہت عطا فرمائی، مجھ پر زَبور نازِل فرمائی، لوہے کو میرے لئے نرم فرمادیا، میرے لئے پرندوں اور پہاڑوں کو مسخر فرمادیا، مجھے حکمت اور فصل خِطاب (حق و باطِل میں فرق کر کے فیصلہ کرنے کا عِلْم) عطا فرمایا۔[2]

سلیمان علیہ السّلام کا خطبہ

پھر حضرت سلیمان علیہ السّلام خطبہ دیتے ہوئے کہنے لگے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَخَّرَ لِیَ الرِّیَاحَ وَالْجِنَّ وَالْاِنْسَ وَسَخَّرَ لِیَ الشَّیَاطِیْنَ یَعْمَلُوْنَ مَا

1 ..... دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/400۔
2 ..... دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/400۔

شِئْتُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَعَلَّمَنِیْ مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَکُلَّ شَیْءٍ وَّاَسَالَ لِیْ عَیْنَ الْقِطْرِ وَاَعْطَانِیْ مُلْکًا عَظِیْمًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے میرے لئے ہواؤں، جنوں اور اِنسانوں کو مسخر فرمادیا، شیاطین کو بھی مسخر فرمادیا اور اب یہ وہ کام کرتے ہیں جو میں ان سے چاہتا ہوں مثلاً بلند وبالا مکانات تعمیر کرنا اور تصویریں بنانا، مجھے پرندوں کی بولی اور ہر چیز سکھائی، میرے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور مجھے ایسی بادشاہت عطا فرمائی جو میرے بعد کسی کے لئے نہیں۔ (1)

عیسٰی علیہ السّلام کا خطبہ

ان کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے خطبہ دیتے ہوئے کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَلَّمَنِیَ التَّوْرَاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَجَعَلَنِیْ اُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِیَ الْمَوْتٰی بِاِذْنِہٖ وَرَفَعَنِیْ وَطَھَّرَنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاَعَاذَنِیْ وَاُمِّیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ فَلَمْ یَکُنْ لِّلشَّیْطٰنِ عَلَیْھَا السَّبِیْلَ یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے مجھے تورات اور اِنجیل سکھائی، مجھے پیدائشی اندھے اور کوڑھ کے مَرض والے کو تندرست کرنے والا اور اپنے اِذْن سے مُردوں کو زندہ کرنے والا بنایا، مجھے آسمان پر اُٹھایا، مجھے کافِروں سے پاک کیا، مجھے اور میری ماں کو شیطان مَردود سے پناہ عطا فرمائی جس کی وجہ سے اُسے میری ماں پر کوئی راہ نہیں۔ (2)

امامُ الانبیا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا خطبہ

جب سب اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلٰوۃُ والسّلام نے اللہ پاک کی حمد وثنا اور اپنے اُوپر اس

1 ..... دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/400۔
2 ..... دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/400۔

کی بے پایاں رَحمتوں کا بیان کر لیا تو سب کے بعد تمام نبیوں کے سردار، احمدِ مختار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خطبہ دیا، خطبے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام سے فرمایا کہ آپ سب نے اپنے رَبّ کی ثنا بیان کی ہے اور اب میں رَبّ کی تعریف و ثنا بیان کرتا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِس طرح خطبہ پڑھا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَكَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّاَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِیْهِ تِبْیَانُ كُلِّ شَیْءٍ وَّجَعَلَ اُمَّتِیْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ اُمَّةً وَّسَطًا وَّجَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَهُمُ الْاٰخِرُوْنَ وَشَرَحَ صَدْرِیْ وَوَضَعَ عَنِّیْ وِزْرِیْ وَرَفَعَ لِیْ ذِكْرِیْ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رَحمت اور تمام اِنسانوں کے لئے خوش خبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا، مجھ پر حق و باطِل میں فرق کرنے والی کِتاب (قرآن) کو نازِل فرمایا جس میں ہر شے کا روشن بیان ہے، میری اُمَّت کو لوگوں میں ظاہِر ہونے والی سب اُمَّتوں میں بہترین اُمَّت بنایا، دَرمیانی اُمَّت بنایا اور انہیں اوّل بھی بنایا اور آخر بھی، میرے لئے میرا سینہ کُشادہ فرمایا، مجھ سے بوجھ کو دُور فرمایا، میرے ذِکر کو بلند فرمایا اور مجھے فاتح اور خاتِم بنایا۔[1]

اِبراہیم علیہ السّلام کا فیصلہ

یہ سُن کر حضرت اِبراہیم علیہ السّلام نے فرمایا: بِهٰذَا فَضَّلَكُمْ مُحَمَّدٌ یعنی اِسی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے تم پر فضیلت پائی۔[2]

سبحانَ اللہ! ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شان کس قدر

1 ..... دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/400۔
2 ..... دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/400۔

بلند و بالا ہے کہ حضرت اِبراہیم خلیلُ اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام بھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شان بیان فرماتے اور سب اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام پر آپ کی فضیلت کا اِعْلان فرماتے ہیں، پھر ہم کیوں نہ کہیں:

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا و والا ہمارا نبی
خَلق سے اَولیا اَولیا سے رُسُل — اور رَسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
مُلکِ کونین میں اَنبیا تاجدار — تاجداروں کا آقا ہمارا نبی[1]

مسجدِ قبا میں آمدِ مصطفٰے

اے عاشقانِ رسول! مکۂ مکرمہ سے مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت کے وقت راستے میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مقامِ قبا میں تشریف لائے۔ قبا میں سب سے پہلا کام ایک مسجد کی تعمیر تھی۔ اِس مقصد کے لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہُ عنہ کی ایک زمین کو پسند فرمایا جہاں خاندانِ عَمْرو بن عوف کی کھجوریں سکھائی جاتی تھیں، اسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے مقدّس ہاتھوں سے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔[2] یہی وہ مسجد ہے جو آج بھی مسجدِ قبا کے نام سے مشہور ہے اور جس کی شان میں قرآن کی یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن جس کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے، وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس

1 ..... حدائقِ بخشش، ص138، 139۔
2 ..... وفاء الوفا للسمہودی، 1/ 433، 434 مؤسسۃ الفرقان للتراث العربی۔

وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ (پ11، التوبۃ:108)

میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔

مسجدِ قبا کی تعمیر میں حصّہ

اِس مبارک مسجد کی تعمیر میں صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کے ساتھ ساتھ خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی بہ نفسِ نفیس اپنے دَستِ مبارک سے اتنے بڑے بڑے پتھر اُٹھاتے تھے کہ ان کے بوجھ سے جسمِ نازک خم ہو جاتا تھا اور اگر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جاں نثار اَصحاب میں سے کوئی عرض کرتا یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہو جائیں آپ چھوڑ دیجیے ہم اُٹھائیں گے، تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اُس کی دِلجوئی کے لیے چھوڑ دیتے مگر پھر اسی وزن کا دوسرا پتھر اُٹھا لیتے اور خود ہی اس کو لا کر عمارت میں لگاتے۔ تعمیری کام میں جوش وولولہ پیدا کرنے کے لیے صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کے ساتھ آواز ملا کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حضرت عبدُ اللہ بن رَواحہ رضی اللہُ عنہ کے یہ اَشعار پڑھتے جاتے تھے کہ

اَفْلَحَ مَنْ یُّعَالِجُ الْمَسْجِدَا وَیَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ قَائِمًا وَّقَاعِدًا

وَلَا یَبِیْتُ اللَّیْلَ عَنْهُ رَاقِدًا

وہ کامیاب ہے جو مسجد تعمیر کرتا ہے اور اُٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے اور سوتے ہوئے رات نہیں گزارتا۔[1]

مسجدِ جمعہ میں آمدِ مصطفٰے

اے عاشقانِ رسول! 14 یا 24 روز کے قیام میں مسجدِ قبا کی تعمیر فرما کر جمعہ کے دِن

1 ..... وفاء الوفا للسمہودی، 1/438، 439۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قبا سے مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں قبیلۂ بنی سالم کی مسجد میں پہلا جمعہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پڑھا۔ یہی وہ مسجد ہے جو آج مسجدُ الجمعہ کے نام سے مشہور ہے۔

مدینۂ منورہ میں سرکار کا اِستقبال

یہاں سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم روانہ ہوئے اور جب مدینۂ منورہ کے قریب پہنچے اور اہلِ شہر کو خبر ہوئی تو ہر طرف سے لوگ جذباتِ شوق میں مشتاقانہ اِستقبال کے لیے دوڑ پڑے۔ آپ کے دادا عبدُ المطلب کے ننہالی رِشتہ دار بنُو النَّجّار ہتھیار لگائے قبا سے شہر تک دو رویہ صفیں باندھے مَستانہ وار چل رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم راستے میں تمام قبائل کی محبت کا شکریہ ادا کرتے اور سب کو خیر و برکت کی دُعائیں دیتے ہوئے چلے جارہے تھے۔ شہر قریب آ گیا تو اہلِ مدینہ کے جوش و خروش کا یہ عالَم تھا کہ پَردہ نشین خواتین مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں اور یہ اِستقبالیہ اَشعار پڑھنے لگیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاع
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعٰى لِلّٰهِ دَاعِ

یعنی ہم پر چاند طلوع ہو گیا وداع کی گھاٹیوں سے، ہم پر خدا کا شکر واجب ہے۔ جب تک اللہ سے دُعا مانگنے والے دُعا مانگتے رہیں۔

اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاع
اَنْتَ شَرَّفْتَ الْمَدِيْنَةَ مَرْحَبًا يَاخَيْرَ دَاع

یعنی اے وہ ذاتِ گرامی! جو ہمارے اندر مَبعوث کئے گئے۔ آپ وہ دِین لائے جو اِطاعت کے قابل ہے، آپ نے مدینہ کو مشرف فرما دیا تو آپ کے لیے خوش آمدید ہے

اے بہترین دعوت دینے والے۔

فَلَبِسْنَا ثَوْبَ يَمَن بَعْدَ تَلْفِيْقِ الرِّقَاعِ
فَعَلَيْكَ اللّٰهُ صَلّٰى مَا سَعٰى لِلّٰهِ سَاعِ

یعنی ہم لوگوں نے یمنی کپڑے پہنے حالانکہ اس سے پہلے پیوند جوڑ جوڑ کر کپڑے پہنا کرتے تھے تو آپ پر اللہ پاک اس وقت تک رَحمتیں نازِل فرمائے جب تک اللہ کے لئے کوشش کرنے والے کوشش کرتے رہیں۔

بنو نجار کی بچیوں کی والہانہ محبت

مدینۂ منورہ کی ننھی ننھی بچیاں جوشِ مسرت میں جھوم جھوم کر اور دَف بجا بجا کر یہ گیت گاتی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ يَاحَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

یعنی ہم خاندان بنو نَجّار کی بچیاں ہیں، واہ کیا ہی خوب ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہمارے پڑوسی ہو گئے۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان بچیوں کے جوشِ مسرت اور ان کی والہانہ محبت سے متأثر ہو کر پوچھا کہ اے بچیو! کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟ تو بچیوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ جی ہاں! جی ہاں۔ یہ سن کر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خوش ہو کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں۔[1]

مدینۂ منورہ کی گلیوں میں آمدِ مصطفٰے کے نعرے

چھوٹے چھوٹے لڑکے اور غلام جُھنڈ کے جُھنڈ مارے خوشی کے مدینۂ منورہ کی گلیوں

1 ..... شرح الزرقانی علی المواھب، 2/169۔

میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی آمد آمد کا نعرہ لگاتے ہوئے دوڑتے پھرتے تھے۔ صحابیٔ رسول حضرت براء بن عازب رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ جو فرحت و سُرور اور اَنوار و تجلیات رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے کے دِن ظاہر ہوئے، نہ اس سے پہلے کبھی ظاہر ہوئے تھے نہ اس کے بعد۔[1]

مسجدِ نبوی کی تعمیر کے لئے زمین کی خریداری

اے عاشقانِ رسول! مدینۂ منورہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں مسلمان باجماعت نماز پڑھ سکیں، اِس لئے مسجد کی تعمیر نہایت ضروری تھی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی قیام گاہ کے قریب ہی بنو نجار کا ایک باغ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مسجد تعمیر کرنے کے لئے اس باغ کو قیمت دے کر خریدنا چاہا۔ ان لوگوں نے یہ کہہ کر یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ہم خدا ہی سے اس کی قیمت (یعنی اَجر و ثواب) لیں گے، مفت میں زمین مسجد کی تعمیر کے لئے پیش کر دی لیکن چونکہ یہ زمین اصل میں دو یتیم بچوں کی تھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان دونوں یتیم بچوں کو بلا بھیجا۔ ان یتیم بچوں نے بھی زمین مسجد کے لئے نذر کرنی چاہی مگر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ اس لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ کے مال سے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کی قیمت ادا فرمادی۔[2]

مسجدِ نبوی کی کچی اینٹوں سے تعمیر

اس زمین میں چند دَرخت، کچھ کھنڈرات اور کچھ مشرکوں کی قبریں تھیں۔ آپ

1 ..... شرح الزرقانی علی المواھب، 2/165۔
2 ..... مدارج النبوت، 2/68۔

صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دَرختوں کے کاٹنے اور مشرکین کی قبروں کو کھود کر پھینک دینے کا حکم دیا۔ پھر زمین کو ہموار کر کے خود آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے دَستِ مبارک سے مسجد کی بنیاد ڈالی اور کچی اینٹوں کی دیوار اور کھجور کے ستونوں پر کھجور کی پتیوں سے چھت بنائی جو بارش میں ٹپکتی تھی۔ اس مسجد کی تعمیر میں صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کے ساتھ خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی اینٹیں اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے اور صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کو جوش دِلانے کے لئے ان کے ساتھ آواز ملا کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم رَجَز کا یہ شعر پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ لَاخَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ

یعنی اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت ہی کی بھلائی ہے لہٰذا اے اللہ! تو انصار و مہاجرین کو بخش دے۔[1]

اِسی مسجد کا نام مسجدِ نبوی ہے۔ یہ مسجد ہر قسم کے دُنیوی تکلفات سے پاک اور اسلام کی سادگی کی سچی اور صحیح تصویر تھی، اِس مسجد کی عمارتِ اوّل طول و عرض میں 60 گز لمبی اور 54 گز چوڑی تھی اور اس کا قبلہ بَیْتُ المقدس کی طرف بنایا گیا تھا مگر جب قبلہ بدل کر کعبہ کی طرف ہو گیا تو مسجد کے شمالی جانب ایک نیا دَروازہ قائم کیا گیا۔ اس کے بعد مختلف زمانوں میں مسجد نبوی کی تجدید و توسیع ہوتی رہی۔

❁❁❁

اِس بیان کو دیکھنے اور سننے کے لئے اِس لنک پر کلک کیجئے CLICK HERE

1 .....بخاری، 1/165، حدیث: 428۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فتح مکہ میں آمدِ مصطفٰے

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: قیامت کے روز اللہ پاک کے عرش کے سِوا کوئی سایہ نہیں ہو گا۔ تین شخص اللہ پاک کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔ عرض کی گئی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے؟ اِرشاد فرمایا: (1) وہ شخص جو میرے اُمَّتی کی پریشانی دور کرے (2) میری سنَّت کو زندہ کرنے والا (3) مجھ پر کثرت سے دُرُود شریف پڑھنے والا۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صلَّی اللہ علٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے سلسلے "آمدِ مصطفٰے مَرحبا مَرحبا" میں آج ہمارا عنوان ہے "فتح مکہ میں آمدِ مصطفٰے۔" آج ہم فتحِ مکہ کے بارے میں سنیں گے کہ جب مکۂ مکرمہ فتح ہوا تو اس وقت ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کس انداز میں مکۂ مکرمہ میں آمد ہوئی۔

20 رَمَضانُ المبارک کو فتح مکہ

فتح مکہ جسے مسلمانوں کی فتح عظیم بھی کہا جاتا ہے، عہد نبوی کا ایک غزوہ ہے جو 20 رَمَضانُ المبارک 8 سن ہجری کو پیش آیا، اِس غزوے کی بدولت مسلمانوں کو شہر مکہ پر فتح نصیب ہوئی اور اس غزوے کا سبب قریشِ مکہ کی جانب سے اس مُعاہدے کی خلاف ورزی تھی جو ان کے اور مسلمانوں کے دَرمیان ہوا تھا۔

1 ..... البدور السافرۃ للسیوطی، ص131، حدیث: 366 موسسۃ الکتب الثقافیۃ۔

فتح مکہ کی بشارت

اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ۙ﴾ (پ26، الفتح:1) ترجمۂ کنزالایمان: ”بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی۔“

اِس آیتِ کریمہ میں جس فتح کی بشارت دی گئی اِس سے کون سی فتح مُراد ہے، اِس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اَقوال ہیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اِس سے صُلحِ حدیبیہ کی فتح مُراد ہے۔

صلح حدیبیہ کا مختصر واقعہ

حدیبیہ مکۂ مکرمہ کے نزدیک ایک کنواں ہے، اِس سارے واقعہ کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کے ہمراہ اَمن کے ساتھ مکۂ مکرمہ میں داخل ہوئے، ان میں سے کوئی حلق کئے ہوئے اور کوئی قصر کئے ہوئے تھا، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کعبۂ معظمہ میں داخل ہوئے، کعبہ کی چابی لی، طواف فرمایا اور عمرہ کیا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کو اس خواب کی خبر دی تو سب خوش ہوئے۔[1]

1400 صحابہ کے ساتھ عمرے کا اِرادہ

پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے عمرے کا قصد فرمایا اور 1400 صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کے ساتھ ذُوالقعدہ کی پہلی تاریخ، 6 سن ہجری کو روانہ ہو گئے اور ذوالحُلَیفَہ میں پہنچ کر وہاں مسجد میں دو رَکعتیں پڑھیں، عمرے کا اِحرام باندھا اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ اکثر صحابۂ کرام اللہُ عنہم نے بھی اِحرام باندھا جبکہ بعض صحابۂ کرام نے جُحْفَہ سے

1 ..... تفسیر صراط الجنان، پ26، الفتح، تحت الآیۃ:1، 9/338، 339۔

اِحرام باندھا۔[1]

مبارک اُنگلیوں سے پانی کے چشمے بہہ نکلے

دَورانِ سفر راستے میں پانی ختم ہو گیا تو صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: لشکر میں پانی بالکل باقی نہیں ہے، صرف حضور کے برتن میں تھوڑا سا پانی بچا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے برتن میں دَستِ مبارک ڈالا تو مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جوش مارنے لگے، پھر سارے لشکر نے پانی پیا اور وضو کیا۔

اُنگلیاں ہیں فیض پر ٹُوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رَحمت کی ہیں جاری واہ واہ[2]

خالی کنواں پانی سے بھر گیا

جب مقامِ عُسفان میں پہنچے تو خبر آئی کہ کفارِ قریش بڑے سازو سامان کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہیں۔ جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو پھر پانی ختم ہو گیا یہاں تک کہ لشکر والوں کے پاس ایک قطرہ نہ رہا اوپر سے گرمی بھی بہت شدید تھی۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کنوئیں میں کلی فرمائی تو اس کی برکت سے کنواں پانی سے بھر گیا، پھر سب نے وہ پانی پیا اور اونٹوں کو پلایا۔ یہاں کفارِ قریش کی طرف سے حال معلوم کرنے کے لئے کئی شخص بھیجے گئے اور سب نے جا کر یہی بیان کیا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عمرے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ جنگ کا اِرادہ نہیں ہے لیکن انہیں یقین نہ آیا۔

صحابۂ کرام کا عشقِ رسول

آخر کار انہوں نے عُرْوَہ بن مسعود ثَقَفِی کو حقیقتِ حال جاننے کے لئے بھیجا۔ یہ طائف

1 ..... تفسیر صراط الجنان، پ26، الفتح، تحت الآیۃ: 1، 9/339۔ 2 ..... حدائق بخشش، ص134۔

کے بڑے سردار اور عرب کے اِنتہائی مالدار شخص تھے۔ انہوں نے آکر دیکھا کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دَستِ مبارک دھوتے ہیں تو صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم تَبَرُّک کے طور پر غسالَہ شریف حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اگر کبھی لُعابِ دَہن ڈالتے ہیں تو لوگ اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جس کو وہ حاصل ہو جاتا ہے وہ اپنے چہرے اور بدن پر برکت کے لئے مل لیتا ہے، جسمِ اقدس کا کوئی بال گرنے نہیں پاتا اگر کبھی جُدا ہوا تو صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم اس کو بہت اَدب کے ساتھ لیتے اور جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ جب آپ کلام فرماتے ہیں تو سب خاموش ہو جاتے ہیں۔ آپ کے اَدب و تعظیم کی وجہ سے کوئی شخص اوپر کی طرف نظر نہیں اُٹھا سکتا۔ عُروَہ نے قریش سے جا کر یہ سب حال بیان کیا اور کہا: میں فارس، رُوم اور مِصر کے بادشاہوں کے دَرباروں میں گیا ہوں مگر میں نے کسی بادشاہ کی یہ عظمت نہیں دیکھی جو محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اُن کے اَصحاب میں دیکھی ہے۔ مجھے اَندیشہ ہے کہ تم ان کے مقابلے میں کامیاب نہ ہو سکو گے۔ قریش نے کہا: ایسی بات مَت کہو۔ ہم اِس سال انہیں واپس کر دیں گے وہ اگلے سال آئیں۔ عُروَہ نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں کوئی مصیبت پہنچے گی۔ یہ کہہ کر وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ طائف واپس چلے گئے اور اِس واقعہ کے بعد اللہ پاک نے انہیں مُشَرَّف بہ اِسلام کیا۔[1]

بیعتِ رِضوان

اِسی مقام پر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے اَصحاب رضی اللہُ عنہم سے بیعت لی جسے ''بیعتِ رِضوان'' کہتے ہیں۔ بیعت کی خبر سے کفار خوف زدہ ہو گئے اور ان کے رائے دینے والوں نے یہی مناسب سمجھا کہ صُلح کر لیں۔ چنانچہ؛ صُلح نامہ لکھا گیا اور آئندہ سال

1 ..... تفسیر صراط الجنان، پ26، الفتح، تحت الآیۃ: 1، 9/339، 340۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا تشریف لانا قرار پایا اور یہ صُلح مسلمانوں کے حق میں بہت نفع مند ہوئی بلکہ نتائج کے اِعتبار سے فتح ثابت ہوئی۔ اِسی لئے اکثر مُفَسِّرین قرآنِ مجید کی اِس آیت مبارکہ: ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ۙ﴾ (پ26، الفتح:1) ترجَمۂ کنزالایمان: ”بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی۔“ میں فتح سے صُلحِ حُدیبیہ مُراد لیتے ہیں اور بعض مُفَسِّرین وہ تمام اِسلامی فتوحات مُراد لیتے ہیں جو آئندہ ہونے والی تھیں جیسے مکہ، خیبر، حنین اور طائِف وغیرہ کی فتوحات۔ اِس صورت میں یہاں فتح کو ماضی کے صیغہ سے اِس لئے بیان کیا گیا کہ اِن فتوحات کا واقع ہونا یقینی تھا۔[1]

صُلحِ حُدیبیہ کی شرائط

صلحِ حُدیبیہ کی شرائط میں یہ بھی تھا کہ فریقین 10 سال تک جنگ موقوف رکھیں گے، اِس کے ساتھ ساتھ مُعاہدے میں ایک بات یہ بھی طے پائی کہ عرب کے دِیگر قبائِل کو یہ اِختیار ہو گا کہ وہ دونوں فریقوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں ایک دوسرے کی مدد کا مُعاہدہ کر لیں۔[2]

مُعاہدے کی خلاف وَرزی

عرب کے دو قبیلے خزاعہ اور بنو بکر تھے جو ایک دوسرے کے جانی دُشمن تھے اور ان میں بہت عرصے سے لڑائیاں جاری تھیں۔ صُلحِ حُدیبیہ کے بعد قبیلہ خزاعہ مسلمانوں کا دوست بن گیا اور بنو بکر نامی قبیلے نے قریش کے ساتھ اِتحاد کر لیا۔ اب چونکہ صلح کے مُعاہدے کی وجہ سے مسلمانوں کی طرف سے حملے کا کوئی اِمکان نہیں تھا اِس لئے بنو بکر کی ایک شاخ

1 ..... تفسیر صراط الجنان، پ26، الفتح، تحت الآیۃ: 1، 9/340۔
2 ..... سیرت النبویۃ لابنِ ہشام، ص432 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

بَنُونُفاثہ نے موقع غنیمت جانتے ہوئے کفارِ قریش کے ساتھ مل کر بنو خزاعہ پر اچانک حملہ کر دیا۔[1] یہ واضح طور پر صلحِ حُدیبیہ کے مُعاہدے کی خلاف ورزی تھی جس میں بنو خزاعہ کو کافی جانی نقصان اُٹھانا پڑا۔ اِس واقعے کی خبر جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو پہنچی تو آپ نے قریش کی طرف پیغام بھیجا کہ تین شرطوں میں سے کوئی ایک شرط قبول کر لیں:

(1) خزاعہ کے مقتولین کا خون بہا (یعنی ان کے قتل کا بدلہ) دیں۔

(2) بنو نفاثہ کی حمایت سے دَست بَردار ہو جائیں۔

(3) یا پھر اِعلان کر دیں کہ حُدیبیہ کا مُعاہدہ ٹوٹ گیا۔ قرطہ بن عمر نے قریش کا نمائندہ بن کر کہا کہ ہمیں صرف تیسری شرط منظور ہے۔[2]

10 ہزار کا لشکر مکے کی طرف روانہ

10 رَمَضانُ المبارک 8 سن ہجری کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم 10 ہزار کا لشکر لے کر مکے کی طرف روانہ ہو گئے۔ مکہ شریف پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ رَحمت بھرا فرمان جاری کیا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لئے امان ہے، جو شخص اپنا دَروازہ بند کر لے گا اس کے لئے امان ہے، جو مسجدِ حرام میں داخل ہو جائے گا اس کے لئے امان ہے۔ مزید فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے بھی امان ہے۔[3]

کعبہ مقدّسہ کو بُتوں سے پاک فرمایا

اے عاشقانِ رسول! اِس کے بعد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کعبۂ مُقدّسہ کو بُتوں سے پاک فرما کر کعبہ شریف کے اندر نفل ادا فرمائے اور باہر تشریف لا کر خطبہ اِرشاد

1 ..... مدارج النبوت، 2/281۔ 2 ..... شرح الزرقانی علی المواھب، 3/384 بتغیر قلیل۔
3 ..... معرفۃ السنن للبیہقی، 13/295، حدیث: 18241 دار الوعی، القاھرہ۔

فرمانے کے بعد کفارِ قریش سے اِرشاد فرمایا: بولو! تم کو کچھ معلوم ہے؟ کہ آج میں تمہارے ساتھ کیا مُعاملہ کرنے والا ہوں؟ کفارِ مکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رَحمت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بولے: اَخٌ کَرِیْمٌ وَّابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ آپ کرم والے بھائی اور کرم والے بھائی کے بیٹے ہیں۔

فتحِ مکہ کے روز دو ہزار اَفراد اِیمان لائے

رسولِ کریم، رءوفٌ رَّحیم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رَحمت جوش میں آئی اور یوں فرمایا: لَاتَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ فَاذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ آج تم پر کوئی اِلزام نہیں، جاؤ تم آزاد ہو۔ بالکل غیر متوقع طور پر یہ اِعلان سُن کر کفار جوق دَر جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے۔[1] اِس عام مُعافی کا کفار کے دِلوں پر بہت اچھا اثر پڑا اور وہ آ آ کر آپ کے ہاتھ پر اِسلام کی بیعت کرنے لگے اور یوں فتحِ مکہ کے روز دو ہزار اَفراد اِیمان لائے۔[2]

سہیل بن عَمْرو کا قبولِ اسلام

حضرت سہیل بن عَمْرو رضی اللہ عنہ سردارانِ قریش میں سے تھے۔ پہلے اِس خوف سے اپنے گھر میں بند ہو گئے تھے کہ کہیں مجھے قتل نہ کر دیا جائے کیونکہ حالتِ کفر میں انہوں نے اِسلام کی بہت زیادہ مخالفت کی تھی۔ انہوں نے اپنے بیٹے جو مسلمان تھے، ان کے ہاتھ سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں امان کا پیغام بھیجا تو آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں امان عطا فرما دی اور اس کے بعد وہ اِیمان لے آئے۔[3]

عبدُ اللہ بن سعد کا قبولِ اسلام

عبد اللہ بن سعد بھی قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ حضرت سیِّدُنا عثمان بن

1 ..... سبل الہدیٰ والرشاد، 5/242۔ 2 ..... مراٰۃ المناجیح، 5/493 ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔
3 ..... کتاب المغازی للواقدی، 2/847 موسسۃ العلمی بیروت۔

عفان رضی اللہُ عنہ کے رَضاعی بھائی تھے۔ یہ پہلے اِسلام لانے کے بعد مُرتد ہو گئے تھے، اِس لئے یہ حکم جاری کیا گیا تھا کہ جہاں ملے قتل کر دیا جائے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ انہیں لے کر سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کے لئے امان طلب کی تو سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں بھی امان عطا فرمائی اور بیعتِ اسلام لے لی، یوں یہ بھی مسلمان ہو گئے اور ایسے زبردست مسلمان ہوئے کہ پھر کوئی ایسی بات ان سے سرزد نہیں ہوئی جو ان کے دِین کو داغدار کرے۔[1]

فتحِ مکہ کے روز اِیمان لانے والی چند شخصیات

حضرت امیرِ مُعاویہ رضی اللہُ عنہ اور ان کے والدِ محترم حضرت اَبُوسفیان رضی اللہُ عنہ سمیت کئی اَہم شخصیات فتحِ مکہ کے موقع پر دائرۂ اسلام میں داخل ہوئیں، جن میں سے چند نام یہ ہیں: حضرت اَبُو قحافہ،[2] حضرت حکیم بن حزام، حضرت جبیر بن مُطعِم، حضرت عبد الرحمٰن بن سَمُرہ، حضرت عَتَّاب بن اَسِید، حضرت عَتَّاب بن سُلَیم اور حضرت عبد اللہ بن حکیم رضی اللہُ عنہم۔

اللہ پاک اپنے پیارے حبیب، فاتحِ مکہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حُسنِ اَخلاق کے صدقے ہمیں بھی بااَخلاق بنائے اور دُنیا و آخرت میں اس خُلقِ عظیم والے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا سایۂ رَحمت عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

اِس بیان کو دیکھنے اور سننے کے لئے اِس لنک پر کلک کیجئے CLICK HERE

1 ..... کتاب المغازی للواقدی، 2/855، 856۔
2 ..... اسد الغابۃ، 3/602 دار احیاء التراث العربی بیروت۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مدینے شریف میں آمدِ مصطفٰے

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جس نے مجھ پر دِن بھر میں ایک ہزار مَرتبہ دُرُودِ پاک پڑھا، وہ اس وقت تک مَرے گا نہیں جب تک جنَّت میں اپنا ٹھکانا نہ دیکھ لے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب　　صلَّی اللہ علٰی مُحَمَّد

ہجرتِ مدینہ کے اَسباب

اے عاشقانِ رسول! ہمارے سلسلے "آمدِ مصطفٰے مَرحبا مَرحبا" میں آج ہمارا عنوان ہے "مدینے شریف میں آمدِ مصطفٰے۔"

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بِعثت و اِعلانِ نبوت کے ساتھ ہی مکۂ مکرمہ کے وہ لوگ جو آپ کو صادِق و امین اور عزت و کرامت کے ہر لقب کا اَہل جانتے تھے ایک دَم سے آپ کے مخالف ہو گئے اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کو طرح طرح کی اَذیتیں دینے لگے۔ کفارِ مکہ کا ظلم و ستم جب بہت زیادہ بڑھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کو عام اِجازت دے دی کہ وہ مکۂ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے جائیں۔ چنانچہ؛ سب سے پہلے حضرت اَبُو سلمہ رضی اللہُ عنہ نے ہجرت کی۔[2] پھر یکے بعد دِیگرے دوسرے لوگ بھی مدینہ منورہ روانہ ہونے لگے۔ جب

1 ..... الترغیب والترھیب، 2/326، حدیث: 2591۔　2 ..... مسلم، ص356، حدیث: 2126۔

کفارِ قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے روک ٹوک شروع کر دی مگر چُھپ چُھپ کر لوگوں نے ہجرت کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ رَفتہ رَفتہ بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم مدینہ منورہ چلے گئے۔ صرف وہی حضرات مکۂ مکرمہ میں رہ گئے جو یا تو کافروں کی قید میں تھے یا اپنی مفلسی کی وجہ سے مجبور تھے۔

اے عاشقانِ رسول! حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو چونکہ ابھی تک ہجرت کا حکم نہیں ملا تھا اِس لئے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مکۂ مکرمہ ہی میں مقیم رہے اور حضرتِ ابو بکر صِدّیق اور حضرتِ علی المرتضٰی رضی اللہُ عنہما کو بھی آپ نے روک لیا تھا لہٰذا یہ دونوں شمع نبوت کے پَروانے بھی آپ ہی کے ساتھ مکۂ مکرمہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ [1]

کفار کی کانفرنس

کفارِ مکہ نے جب یہ دیکھا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور مسلمانوں کے مددگار مکۂ مکرمہ سے باہر مدینۂ منورہ میں بھی ہو گئے اور مدینۂ منورہ جانے والے مسلمانوں کو اَنصار نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو ان کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) بھی مدینہ منورہ چلے جائیں اور وہاں سے اپنے حامیوں کی فوج لے کر مکہ پر چڑھائی کر دیں۔ چنانچہ؛ اِس خطرے کا دَروازہ بند کرنے کے لئے انہوں نے ایک بہت بڑی کانفرنس منعقد کی جس میں تمام سردارانِ قریش شریک تھے۔ شیطانِ لعین بھی کمبل اوڑھے ایک بزرگ شیخ کی صورت میں آ گیا۔ قریش کے سرداروں نے نام و نسب پوچھا تو بولا کہ میں "شیخِ نجد" ہوں اِس لئے اِس کانفرنس میں آیا ہوں کہ میں بھی اپنی رائے پیش کروں۔ یہ سُن کر قریش کے سرداروں نے ابلیس کو بھی

1 ..... سیرت النبویۃ لابنِ ہشام، ص194۔

اپنی کانفرنس میں شریک کر لیا اور کانفرنس کی کارروائی شروع ہو گئی۔ مختلف لوگوں نے اپنی اپنی رائے پیش کی مگر سب کی رائے کو رَد کر دیا گیا۔ اِسی دَوران ابو جہل بولا: میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی یہ سُن کر سب کے کان کھڑے ہو گئے اور سب نے بڑے اِشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ کہیے وہ کیا ہے؟ ابو جہل نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے کا ایک ایک مشہور بہادر تلوار لے کر اُٹھ کھڑا ہو اور سب یکبارگی یعنی ایک ساتھ حملہ کر کے محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو قتل کر ڈالیں۔ اِس تدبیر سے خون کرنے کا جُرم تمام قبیلوں کے سر پر رہے گا۔ ظاہر ہے کہ خاندانِ بنو ہاشم اِس خون کا بدلہ لینے کے لئے تمام قبیلوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھ سکتے لہٰذا یقیناً وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم لوگ مل جل کر بآسانی خون بہا کی رَقم ادا کر دیں گے۔ ابو جہل کی یہ شیطانی تجویز سُن کر شیخ نجدی مارے خوشی کے اُچھل پڑا اور کہا کہ بے شک یہ تَدبیر بالکل دُرُست ہے۔ چنانچہ؛ تمام شُرکا نے اِتفاقِ رائے سے اِس تجویز کو پاس کر دیا اور مجلس بَرخاست یعنی ختم ہو گئی اور ہر شخص یہ خوفناک عزم لے کر اپنے اپنے گھر چلا گیا۔[1]

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک قرآنِ مجید میں اِس واقعہ کا ذِکر کرتے ہوئے اِرشاد فرماتا ہے: ﴿وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ ۝﴾ (پ9، الانفال:30) ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند (قید) کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال (جلا وطن کر) دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔

1 ..... سیرت النبویۃ لابنِ ہشام، ص191، 192۔

ہجرتِ رسول کا واقعہ

جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قتل پر اِتفاق کر کے سب کا نفرنس ختم کر چکے اور اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے تو حضرت جبرائیلِ امین علیہ السّلام اللہ پاک کا حکم لے کر نازِل ہو گئے کہ اے محبوب! آج رات کو آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔[1] چنانچہ؛ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ سب گھر والوں کو ہٹا دو کچھ مشورہ کرنا ہے۔ حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! آپ پر میرے ماں باپ قربان! یہاں آپ کی اہلیہ (عائشہ) کے سِوا اور کوئی نہیں ہے (اُس وقت حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے نکاح ہو چکا تھا) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر! اللہ پاک نے مجھے ہجرت کی اِجازت عطا فرما دی ہے۔ حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بھی ہمراہی کا شرف عطا فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کی دَرخواست منظور فرمالی۔ حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ نے دو اونٹنیاں تیار کی تھیں کہ ہجرت کے وقت یہ سواری کے کام آئیں گی۔ عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! ان میں سے ایک اونٹنی آپ قبول فرمالیں۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: قبول ہے مگر میں اس کی قیمت دوں گا۔ حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ نے بادلِ ناخواستہ (یعنی نہ چاہتے ہوئے) اس کو قبول کیا۔ حضرت بی بی اَسماء رضی اللہُ عنہا نے سامانِ سفر تیار کر کے دیا۔[2] اس کے بعد حضورِ اکرم

1 ..... سیرت النبویۃ لابنِ ہشام، ص192 بتغیر قلیل۔
2 ..... بخاری، 1/591، حدیث: 3905 بتغیر قلیل۔

صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک کافر کو جس کا نام "عبدُ اللہ بن اُرَیقِط" تھا جو راستوں کا ماہر تھا راہ نمائی کے لئے اُجرت پر نوکر رکھا اور ان دونوں اونٹنیوں کو اس کے سپرد کر کے فرمایا کہ تین راتوں کے بعد وہ اِن دونوں اونٹنیوں کو لے کر "غارِ ثور" کے پاس آ جائے۔ یہ سارا اِنتظام کر لینے کے بعد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے مکان پر تشریف لائے۔[1]

کاشانۂ نبوت کا مُحاصرہ

کفارِ مکہ نے اپنے پروگرام کے مُطابق کاشانۂ نبوت کو گھیر لیا اور اِنتظار کرنے لگے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سو جائیں تو ان پر قاتلانہ حملہ کیا جائے۔ اس وقت گھر میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس صرف علی المرتضٰی رضی اللہُ عنہ تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہُ عنہ سے فرمایا: تم میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو جاؤ اور میرے چلے جانے کے بعد تم قریش کی اَمانتیں ان کے مالکوں کو سونپ کر مدینے چلے آنا۔[2]

کانٹوں کا بچھونا بستر پھولوں کی سیج بن گیا

اے عاشقانِ رسول! یہ بڑا ہی خوفناک اور سخت خطرے کا موقع تھا۔ حضرت علی رضی اللہُ عنہ کو معلوم تھا کہ کفارِ مکہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قتل کا اِرادہ کر چکے ہیں مگر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اِس فرمان کہ "تم قریش کی امانتیں لوٹا کر مدینے چلے آنا" سے حضرت علی رضی اللہُ عنہ کو یقینِ کامل تھا کہ میں زندہ رہوں گا اور مدینہ پہنچوں گا اِس لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا بستر جو آج کانٹوں کا بچھونا تھا

1 ..... سیرت النبویۃ لابنِ ہشام، ص193 بتغیر قلیل، سیرتِ مصطفٰی، 160 مکتبۃ المدینہ کراچی۔
2 ..... سیرت النبویۃ لابنِ ہشام، ص192۔

حضرت علی رضی اللہُ عنہ کے لئے پھولوں کی سیج بن گیا اور آپ بستر پر صبح تک آرام کے ساتھ میٹھی میٹھی نیند سوتے رہے۔ اپنے اِسی کارنامے پر فخر کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہُ عنہ نے اپنے اَشعار میں فرمایا:

وَقَیْتُ بِنَفْسِیْ خَیْرَ مَنْ وَطِیءَ الثَّرٰی وَمَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ وَبِالْحَجَرِ

یعنی میں نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس ذاتِ گرامی کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں اور خانہ کعبہ و حطیم کا طواف کرنے والوں میں سب سے زیادہ بہتر اور بلند مرتبہ ہیں۔

رَسُوْلُ اِلٰہٍ خَافَ اَنْ یَّمْکُرُوْا بِہٖ فَنَجَّاہُ ذُوالطَّوْلِ الْاِلٰہُ مِنَ الْمَکْرِ

یعنی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ کفارِ مکہ ان کے ساتھ خفیہ چال چل جائیں گے مگر اللہ پاک نے ان کو کافروں کی خفیہ تدبیر سے بچالیا۔[1]

کافروں کے سروں پر خاک

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بسترِ نبوت پر حضرت علی رضی اللہُ عنہ کو سُلا کر ایک مٹھی خاک ہاتھ میں لی اور سورۂ یٰسٓ کی اِبتدائی آیات کی تلاوت فرماتے ہوئے نبوت خانہ سے باہر تشریف لائے اور مُحاصرہ کرنے والے کافروں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے مجمع سے صاف نکل گئے۔ نہ کسی کو نظر آئے نہ کسی کو کچھ خبر ہوئی۔ ایک شخص جو اس مجمع میں موجود نہ تھا اس نے ان لوگوں کو خبر دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) تو یہاں سے نکل گئے اور چلتے وقت تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں۔ چنانچہ؛ انہوں نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو واقعی ان کے سروں پر خاک اور دھول پڑی ہوئی تھی۔[2]

1 ..... شرح الزرقانی علی المواھب، 2/96، 97۔
2 ..... تفسیر خازن، پ9، الانفال، تحت الآیۃ:30، 2/192 بتغیر قلیل۔

مکۂ مکرمہ سے محبت کا اِظہار

رَحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے دولت خانہ سے نکل کر ”مقامِ حَزْوَرَہ“ کے پاس کھڑے ہو گئے اور بڑی حسرت کے ساتھ کعبے کو دیکھا اور فرمایا: اے شہرِ مکہ! تو مجھ کو تمام دُنیا سے زیادہ پیارا ہے۔ اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سِوا کسی اور جگہ سکونت پذیر نہ ہوتا۔ حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ سے پہلے ہی طے ہو چکا تھا۔ وہ بھی اسی جگہ آ گئے اور اِس خیال سے کہ کفارِ مکہ ہمارے قدموں کے نشان سے ہمارا راستہ پہچان کر ہمارا پیچھا نہ کریں، پھر یہ بھی دیکھا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پائے نازک زَخمی ہو گئے ہیں حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ نے آپ کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا اور اس طرح خاردار جھاڑیوں اور نوک دار پتھروں والی پہاڑیوں کو روندتے ہوئے اسی رات غارِ ثور پہنچے۔[1]

غارِ ثور میں تین رات قیام

حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ پہلے خود غار میں داخل ہوئے اور اچھی طرح غار کی صفائی کی اور اپنے بدن کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے تمام سوراخوں کو بند کیا۔ پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم غار کے اندر تشریف لے گئے اور ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ نے ایک سوراخ کو اپنی ایڑی سے بند کر رکھا تھا۔ سوراخ کے اندر سے ایک سانپ نے بار بار یارِ غار کے پاؤں میں کاٹا مگر آپ رضی اللہُ عنہ نے اِس خیال سے پاؤں نہیں ہٹایا کہ رحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے خوابِ راحت یعنی میٹھی نیند میں خَلل نہ پڑ جائے مگر دَرد کی شِدَّت سے

1 ..... مدارج النبوت، 2/57۔

آپ کے آنسوؤں کی دَھار کے چند قطرے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے رُخسار پر نثار ہوگئے۔ جس سے رَحمتِ عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بیدار ہوگئے اور اپنے یارِ غار کو روتا دیکھ کر بے قرار ہوگئے۔ پوچھا: کیا ہوا؟ عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے زَخم پر اپنا لُعابِ دَہن لگا دیا جس سے فوراً دَرد جاتا رہا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تین رات اس غار میں رونق افروز رہے۔[1]

غارِ ثور کے منہ پر حفاظت کا خدائی پہرہ

اے عاشقانِ رسول! اُدھر کاشانۂ نبوت کا مُحاصرہ کرنے والے کفار جب صبح کو مکان میں داخل ہوئے تو بسترِ نبوت پر حضرت علی رضی اللہُ عنہ تھے۔ ظالموں نے تھوڑی دیر آپ سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تلاش و جستجو میں مکہ اور اَطراف و جوانب کا چَپّہ چَپّہ چھان مارا۔ یہاں تک کہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غارِ ثور تک پہنچ گئے مگر غار کے منہ پر اس وقت خداوندی حفاظت کا پہرہ لگا ہوا تھا۔ یعنی غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر کفارِ قریش آپس میں کہنے لگے: اِس غار میں کوئی اِنسان موجود ہوتا تو نہ مکڑی جالا تنتی نہ کبوتری یہاں انڈے دیتی۔ کفار کی آہٹ پا کر حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ کچھ گھبرائے اور عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! اب ہمارے دُشمن اِس قدر قریب آگئے ہیں کہ اگر وہ اپنے قدموں پر نظر ڈالیں گے تو ہمیں دیکھ لیں گے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (پ10، التوبۃ:40) ”غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“ اللہ پاک نے حضرت ابو بکر صِدّیق رضی اللہُ عنہ کے

1 ..... مدارج النبوت، 2/59 بتغیر قلیل، دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/477 بتغیر قلیل۔

قلب پر سکون و اِطمینان کا ایسا سکینہ اُتار دیا کہ وہ بالکل ہی بے خوف ہو گئے۔ چوتھے دِن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یکم رَبیع الاول پیر کے دِن غارِ ثور سے باہر تشریف لائے۔ عبد اللہ بن اُرَیقِط جس کو رَہنمائی کے لئے کرایہ پر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نوکر رکھ لیا تھا وہ قرارداد کے مُطابق دو اونٹنیاں لے کر غارِ ثور پر حاضر تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور ایک اونٹنی پر حضرت ابو بکر صِدّیق اور حضرت عامِر بن فُہیرہ بیٹھے اور عبدُ اللہ بن اُرَیقِط آگے آگے پیدل چلنے لگا اور عام راستے سے ہٹ کر ساحلِ سمندر کے غیر مَعروف راستوں سے سفر شروع کر دیا۔[1]

100 اونٹوں کا اِنعام

اُدھر اہلِ مکہ نے اِشتہار دے دیا تھا کہ جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو 100 اونٹ اِنعام ملے گا۔ اِس گراں قدر اِنعام کے لالچ میں بہت سے لالچی لوگوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تلاش شروع کر دی اور کچھ لوگ تو منزلوں دور تک تَعاقب میں گئے۔

اُمِّ مَعبد کی بکری

دوسرے روز مقامِ قُدَید میں اُمِّ مَعبد عاتِکہ بنتِ خالد خزاعیہ کے خیموں پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا گزر ہوا۔ اُمِّ مَعبد ایک ضعیفہ یعنی بزرگ عورت تھی جو اپنے خیمے کے صحن میں بیٹھی رہا کرتی تھی اور مُسافروں کو کھانا پانی دیا کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس سے کچھ کھانا خریدنے کا قصد کیا مگر اس کے پاس کوئی چیز موجود نہ تھی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دیکھا کہ اس کے خیمہ کے ایک جانب ایک بہت ہی لاغر بکری ہے۔

1 ..... مدارج النبوت، 2/59، 60 بتغیر قلیل۔

دَریافت فرمایا: کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ اُمِّ مَعبد نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر تم اِجازت دو تو میں اس کا دودھ نکال لوں۔ اُمِّ مَعبد نے اِجازت دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے "بِسمِ اللہ" پڑھ کر جو اس کے تھن کو ہاتھ لگایا تو اس کا تھن دودھ سے بھر گیا اور اتنا دودھ نکلا کہ سب لوگ سیر اب ہو گئے اور اُمِّ مَعبد کے تمام برتن دودھ سے بھر گئے۔ یہ معجزہ دیکھ کر اُمِّ مَعبد اور ان کے خاوند دونوں مُشَرَّف بہ اِسلام ہو گئے۔ (1)

رِوایت میں ہے کہ اُمِّ مَعبد رضی اللہُ عنہا کی یہ بکری 18 سن ہجری تک زندہ رہی اور برابر دودھ دیتی رہی اور حضرت عمر رضی اللہُ عنہ کے دورِ خلافت میں جب "عامُ الرَّماد" کا سخت قحط پڑا کہ تمام جانوروں کے تھنوں کا دودھ خشک ہو گیا اس وقت بھی یہ بکری صبح و شام برابر دودھ دیتی رہی۔ (2)

سُراقہ کا گھوڑا

جب اُمِّ مَعبد کے گھر سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم آگے روانہ ہوئے تو مکۂ مکرمہ کا ایک مشہور شہسوار سُراقہ بن مالِک تیز رَفتار گھوڑے پر سوار ہو کر تَعاقب کرتا نظر آیا۔ قریب پہنچ کر حملہ کرنے کا اِرادہ کیا مگر اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا مگر 100 اونٹوں کا اِنعام کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ اِنعام کے لالچ نے اسے دوبارہ اُبھارا اور وہ حملے کی نیت سے آگے بڑھا تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دُعا سے پتھریلی زمین میں اس کے گھوڑے کا پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دَھنس گیا۔ سُراقہ یہ معجزہ دیکھ کر خوف و دہشت سے کانپنے لگا اور اَمان! اَمان! پکارنے لگا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا دِل رحم و کرم کا سمندر تھا۔ سُراقہ کی لاچاری اور گریہ و زاری پر آپ کا دَریائے رَحمت جوش میں آ

1 ..... مدارج النبوت، 2/61۔ 2 ..... مدارج النبوت، 2/61۔

گیا۔ دُعا فرمادی تو زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد سُراقہ نے عرض کیا کہ مجھ کو اَمن کا پَروانہ لکھ دیجیے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حکم سے حضرت عامِر بن فہیرہ نے سُراقہ کے لئے اَمن کی تحریر لکھ دی۔ سُراقہ نے اس تحریر کو اپنے تَرکَش میں رکھ لیا اور واپس لوٹ گیا۔ راستہ میں جو شخص بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بارے میں دَریافت کرتا تو سُراقہ اس کو یہ کہہ کر لوٹا دیتے کہ میں نے بڑی دور تک بہت زیادہ تلاش کیا مگر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس طرف نہیں ہیں۔[1]

سُراقہ کا قبولِ اسلام

سُراقہ اس وقت تو مسلمان نہیں ہوئے مگر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عظمت اور اِسلام کی صَداقت کا سِکّہ ان کے دِل پر بیٹھ گیا۔ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فتح مکہ اور جنگِ طائِف و حُنَین سے فارغ ہو کر "جعرانہ" میں پڑاؤ کیا تو سُراقہ اسی پَروانۂ اَمن کو لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو گئے اور اپنے قبیلے کی بہت بڑی جماعت کے ساتھ اِسلام قبول کر لیا۔[2]

بُرَیدَہ اَسلمی کا جھنڈا

اے عاشقانِ رسول! جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مدینۂ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو بُرَیدَہ اَسلمی قبیلۂ بنی سہم کے 70 سواروں کو ساتھ لے کر اِس لالچ میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی گرفتاری کے لئے آئے کہ قریش سے 100 اونٹ اِنعام مل جائے گا۔ مگر جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سامنے آئے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں محمد بن عبدُاللہ ہوں اور خدا کا رَسول ہوں۔ جمال و جلالِ نبوت کا ان کے قلب پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً

1 ..... مدارج النبوت، 2/62۔ 2 ..... مدارج النبوت، 2/62۔

ہی کلمہ شہادت پڑھ کر دامنِ اسلام میں آ گئے اور کمالِ عقیدت سے یہ دَرخواست پیش کی کہ یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! میری تمنا ہے کہ مدینہ میں حضور کا داخلہ ایک جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے، یہ کہا اور اپنا عمامہ سر سے اُتار کر اپنے نیزے پر باندھ لیا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے عَلَم بَردار بن کر مدینۂ منورہ تک آگے آگے چلتے رہے۔ پھر دَریافت کیا کہ یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! آپ مدینے میں کہاں اُتریں گے؟ اِرشاد فرمایا: میری اونٹنی خدا کی طرف سے مامُور ہے۔ یہ جہاں بیٹھ جائے گی وہی میری قیام گاہ ہے۔[1]

اہلِ مدینہ سرکار کے دِیدار کیلئے بے قرار

اے عاشقانِ رسول! حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی آمد آمد کی خبر چونکہ مدینۂ منورہ میں پہلے سے پہنچ چکی تھی اور عورتوں بچوں تک کی زبانوں پر آپ کی تشریف آوری کا چرچا تھا۔ اِس لئے اہلِ مدینہ آپ کے دِیدار کے لئے اِنتہائی مشتاق و بے قرار تھے۔ روزانہ صبح سے نکل کر شہر کے باہر سراپا اِنتظار بن کر اِستقبال کے لئے تیار رہتے تھے اور جب دھوپ تیز ہو جاتی تو حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔ ایک دِن اپنے معمول کے مُطابق اہلِ مدینہ آپ کی راہ دیکھ کر واپس جا چکے تھے کہ اچانک ایک یہودی نے اپنے قلعہ سے دیکھا کہ تاجدارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سواری مدینۂ منورہ کے قریب آن پہنچی ہے۔ اس نے بہ آوازِ بلند پکارا کہ اے مدینے والو! تم جس کا روزانہ اِنتظار کرتے تھے وہ کاروانِ رَحمت آ گیا۔ یہ سُن کر تمام اَنصار بدن پر ہتھیار سجا کر اور وَجد و شادمانی سے بے قرار ہو کر دونوں عالَم کے تاجدار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا اِستقبال کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکل پڑے اور نعرۂ تکبیر کی آوازوں سے تمام شہر گونج اُٹھا۔[2]

1 ..... مدارج النبوت، 2/62 بتغیر قلیل۔ 2 ..... مدارج النبوت، 2/63۔

اَنصار کا بارگاہِ رسالت میں نذرانۂ عقیدت

مدینۂ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جہاں آج "مسجدِ قبا" بنی ہوئی ہے۔ 12 رَبیع الاول کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم رونق افروز ہوئے اور قبیلۂ عَمْرو بن عوف کے خاندان میں حضرت کلثوم بن ہِدم رضی اللہُ عنہ کے مکان میں تشریف فرما ہوئے۔ اہلِ خاندان نے اِس فخر و شرف پر کہ دونوں عالَم کے میزبان ان کے مہمان بنے اللہُ اکبر کا پُرجوش نعرہ مارا۔ چاروں طرف سے اَنصار جوشِ مَسَرَّت میں آتے اور بارگاہِ رسالت میں صلاۃ و سلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کرتے۔ اکثر صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے پہلے ہجرت کر کے مدینۂ منورہ آئے تھے وہ لوگ بھی اس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہُ عنہ بھی حکمِ نبوی کے مُطابق قریش کی امانتیں واپس لوٹا کر تیسرے دِن مکۂ مکرمہ سے چل پڑے تھے وہ بھی مدینۂ منورہ آ گئے اور اسی مکان میں قیام فرمایا اور حضرتِ کلثوم بن ہِدم اور ان کے خاندان والے ان تمام مقدس مہمانوں کی مہمان نوازی میں دِن رات مَصروف رہنے لگے۔ (1)

شاہ تم نے مدینہ اپنایا، واہ! کیا بات ہے مدینے کی
اپنا روضہ اِسی میں بنوایا، واہ! کیا بات ہے مدینے کی
میرے آقا مدینے جب آئے، بچیوں نے ترانے تھے گائے
چار سُو خوب کیف تھا چھایا، واہ! کیا بات ہے مدینے کی (2)

اِس بیان کو دیکھنے اور سننے کے لئے اِس لنک پر کلک کیجئے CLICK HERE

1 ..... مدارج النبوت، 2/63 بتغیر قلیل۔ 2 ..... وسائلِ بخشش، مرمم، ص388۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قبر میں آمدِ مصطفٰے

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: شَبِ جمعہ اور روزِ جمعہ (یعنی جمعرات کے غروبِ آفتاب سے لے کر جمعہ کا سورج ڈوبنے تک) مجھ پر دُرُودِ پاک کی کثرت کر لیا کرو، جو ایسا کرے گا میں قیامت کے دن اس کا شفیع و گواہ بنوں گا۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صلَّی اللہ علٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے سلسلے "آمدِ مصطفٰے مَرحبا مَرحبا" میں آج ہمارا عنوان ہے "قبر میں آمدِ مصطفٰے۔"

مسلمان کی قبر کُشادہ

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: مَرنے والے کے پاس دو فرشتے (منکر نکیر) آتے ہیں اُسے بٹھاتے ہیں پھر اس سے کہتے ہیں: مَنْ رَّبُّكَ؟ تیرا رَب کون ہے؟ مُردہ (اگر مسلمان ہے تو) جواب دے گا: رَبِّیَ اللہ میرا رَب اللہ ہے۔ پھر فرشتے سُوال کریں گے: مَا دِیْنُكَ؟ تیرا دِین کیا ہے؟ مُردہ جواب دے گا: دِیْنِیَ الْاِسْلَام میرا دِین اِسلام ہے۔ پھر فرشتے سُوال کریں گے: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْكُمْ؟ یہ کون مَرد ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟ (جبکہ بخاری شریف میں

1 ..... شعب الایمان، 3/111، حدیث: 3033 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

ہے: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ ان کے بارے میں تُو کیا کہتا تھا؟)[1] مُردہ جواب دے گا: هُوَ رَسُوْلُ اللّٰه وہ تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہیں۔ فرشتے کہیں گے: تمہیں کس نے بتایا؟ مُردہ کہے گا: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، اس پر اِیمان لایا اور اس کی تَصدیق کی۔ پھر آسمان سے پُکارنے والا پُکارتا ہے: میرا بندہ سچّا ہے لہٰذا اِس کے لئے جنَّت کا بستر بچھاؤ اور اسے جنَّت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنَّت کی طرف کا دَروازہ کھول دو۔ پس اس کے لئے جنَّت کا دَروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اس تک جنَّت کی ہوا اور وہاں کی خوشبو آتی ہے اور تاحدِّ نظر اس کی قبر فَراخ (یعنی کُشادہ) کر دی جاتی ہے۔

کافر پر اندھے فرشتے مُسَلَّط

پھر کافر کی موت کا ذِکر کرتے ہوئے فرمایا: کافر کی رُوح اُس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں پھر وہ اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے سُوال کرتے ہیں: مَنْ رَّبُّكَ؟ تیرا رَب کون ہے؟ مُردہ کہے گا: ہائے! ہائے! میں نہیں جانتا۔ پھر اس سے سُوال کریں گے: مَا دِيْنُكَ؟ تیرا دِین کیا ہے؟ وہ جواب دے گا: ہائے! ہائے! میں نہیں جانتا۔ پھر فرشتے سُوال کریں گے: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ؟ یہ کون مَرد ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟ مُردہ کہے گا: ہائے! ہائے! میں نہیں جانتا۔ تب پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے لہٰذا اِس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور اسے آگ کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جہنم کی طرف کا دَروازہ کھول دو۔ فرمایا: پھر اس تک وہاں کی گرمی اور لُو آتی ہے۔ فرمایا: اس پر اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے حتّٰی کہ اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر ہو جاتی ہیں پھر اس پر اندھے بہرے فرشتے مُسَلَّط ہوتے ہیں جن

1 ..... بخاری، 1/463، حدیث: 1374۔

کے پاس لوہے کے ہتھوڑے ہوتے ہیں، اگر ان سے پہاڑ کو مارا جائے تو وہ بھی مٹی ہو جائے، ان سے ایسی مار مارتے ہیں جس کی آواز جِنّ و اِنس کے سِوا مشرق و مغرب کی مخلوق سنتی ہے جس سے وہ مٹی ہو جاتا ہے، پھر اس میں رُوح لَوٹائی جاتی ہے۔[1]

قبر میں سرکار کے بارے میں سُوال

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو جو خصوصی شانیں عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مَرنے والے سے قبر میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بارے میں سُوال کیا جاتا ہے۔[2]

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں تو وہ ان کے جُوتوں کی آواز سنتا ہے۔ پھر دو فرشتے اس کے پاس آکر اسے بٹھا دیتے ہیں اور پوچھتے ہیں: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تم اس مَرد یعنی محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ (مسلمان) مُردہ جواب میں کہتا ہے: اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ پاک کے بندے اور اس کے رَسول ہیں۔[3]

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں میں گِروں
گر فرشتے بھی اُٹھائیں تو میں اُن سے یُوں کہوں
اِن کے پائے ناز سے میں اے فرشتو! کیوں اُٹھوں
مَر کے پہنچا ہوں یہاں، اس دِلرُبا کے واسطے

1 ..... ابو داؤد، 4/316، حدیث: 4753 دار احیاء التراث العربی بیروت۔
2 ..... مواھب اللدنیہ، 2/289۔
3 ..... بخاری، 1/450، حدیث: 1338۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اَمَّا فِتْنَةُ الْقَبْرِ فَبِیْ تُفْتَنُوْنَ وَعَنِّیْ تُسْاَلُوْنَ یعنی قبر کا اِمتحان اِس طرح ہو گا کہ تم میرے ذَریعے آزمائے جاؤ گے اور تم سے میرے بارے میں سُوال کیا جائے گا۔[1]

قبر میں دِیدارِ مصطفٰے

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد (فرشتے) سُوال کرتے ہیں: مَا تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُل ان کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اب نہ معلوم کہ سرکار (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) خود تشریف لاتے ہیں یا رَوضۂ مُقدّسہ سے پَردہ اُٹھا دیا جاتا ہے، شریعت نے کچھ تفصیل نہ بتائی، اور چونکہ اِمتحان کا وقت ہے اِس لیے هٰذَا النَّبِی نہ کہیں گے هٰذَا الرَّجُل کہیں گے۔[2]

مفسرِ شہیر، حکیمُ الاُمَّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: قبر میں مَیِّت کو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا دِیدار کرا کر سُوال ہوتا ہے کہ تو اس شَمْسُ الضُّحیٰ، بَدْرُ الدُّجیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو جو تیرے سامنے جلوہ گر ہیں، کیا کہتا تھا؟ هٰذَا اِشارہ قریب ہے، معلوم ہوا کہ دِکھا کر قریب کر کے پھر پوچھتے ہیں۔ اِسی لیے حضرات صُوفیائے کرام رحمۃُ اللہِ علیہم اور عُشّاق موت کی تمنا کرتے ہیں اور قبر کی پہلی رات کو "دُولہا کے دِیدار کی رات" کہتے ہیں۔[3]

مُشتاقانِ زیارتِ نبوی کے لئے خوش خبری

شیخِ مُحَقِّق شیخ عبدُالحق محدث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: لفظ "هٰذَا" کے

1 ..... مسند امام احمد، 9/469، حدیث: 25143۔
2 ..... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص526 مکتبۃ المدینہ کراچی۔
3 ..... جاء الحق، ص121 قادری پبلشرز۔

ساتھ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف جو اِشارہ ہے یہ یا تو اِس وجہ سے ہے کہ آپ کی رِسالت مشہور ہے اور آپ کا تصوُّر ہمارے ذہنوں میں حاضر ہے، یا پھر قبر میں آپ کی ذاتِ مُبارک لائی جائے گی اِس طرح کہ آپ کی ایک مثال لائی جائے گی تاکہ آپ کے جمالِ جہاں آرا کے مُشاہدے سے فرشتوں کے سُوال کی مشکل حل ہو جائے اور آپ کی ملاقات کے نور سے فِراق و دوری کا اندھیرا دور ہو جائے۔ اِس بات میں (سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی) زیارت کی حسرت رکھنے والوں کے لئے یہ خوش خبری ہے کہ اگر وہ قبر میں آپ کی زیارت کی اُمّید پر (اللہ پاک کی راہ میں) جان دے دیں تو اس کی گنجائش ہے۔[1]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

جان دے دو وعدۂ دِیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا[2]

مزید فرماتے ہیں:

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مَرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا[3]

مولانا آسی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

آج پُھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
جس کے جَویاں تھے ہے اُس گل سے ملاقات کی رات

---

1 ..... اشعۃ اللمعات، 1/124 کوئٹہ۔
2 ..... حدائقِ بخشش، ص40۔
3 ..... حدائقِ بخشش، ص21۔

موت کا وقت آنے پر خوشی

اے عاشقانِ رسول! سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے محبت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے ملاقات (اور زیارت) کا شوق ہو، کیونکہ ہر محبت کرنے والا اپنے محبوب سے ملنے کا خواہش مند ہوتا ہے۔[1]

قبر میں چونکہ سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا دِیدار ہونے کی اُمّید ہے نیز موت کے بعد نیک بندوں کی رُوحیں آپس میں ملاقات کرتی ہیں اِس لئے بعض بزرگانِ دِین رحمۃُ اللہِ علیہم موت کا وقت آنے پر خوش ہوتے تھے۔

اِس ضمن میں سے تین صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کے واقعات ملاحظہ فرمائیے:

(1) بلالِ حبشی کا موت کے وقت خوش ہونا

جب سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے عاشقِ صادق حضرت بلالِ حبشی رضی اللہُ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی زوجۂ محترمہ رضی اللہُ عنہا نے بے قرار ہو کر پکارا: وَاحُزْنَاہُ ہائے غم۔ اِس پر آپ نے فرمایا: وَاطَرَبَاہ واہ خوشی۔ غَدًا اَلْقَی الْاَحِبَّۃَ مُحَمَّدًا وَحِزْبَہٗ کل (یعنی مَرنے کے بعد) میں (اپنے آقا) محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور آپ کے گروہ (یعنی صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم) سے ملوں گا۔[2]

(2) حذیفہ بن یمان کا موت کے وقت خوش ہونا

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہُ عنہ کے متعلق بھی اِسی طرح کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔[3]

1 ..... الشفا، 2/25 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
2 ..... الشفا، 2/23۔
3 ..... نسیم الریاض، 4/430 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

(3) عمار بن یاسر کا موت کے وقت خوش ہونا

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے جنگِ صِفّین کے دَوران یہ شعر پڑھا:

اَلْآنَ اَلْقَى الْاَحِبَّةْ مُحَمَّدًا ثُمَّ حِزْبَهْ

یعنی عنقریب (مَرنے کے بعد) میں اپنے پیاروں یعنی محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ سے ملوں گا۔[1]

ایک رِوایت کے مُطابق آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا: اَلْيَوْمَ نَلْقٰى حَبِيْبَنَا مُحَمَّدًا صلَّى اللہ علیہ وسلَّم یعنی آج ہم اپنے محبوب محمدِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے ملنے والے ہیں۔[2]

روح نہ کیوں ہو مُضْطَرِب موت کے انتظار میں
سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں[3]

قبر میں سرکار کی زیارت کی تین توجیہات

شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: (قبر میں سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زیارت کس طرح ہوتی ہے) شارحینِ حدیث نے اِس کی تین توجیہیں (یعنی وجوہات) کی ہیں:

پہلی توجیہ یہ کہ قبر سے گنبدِ خَضریٰ تک کے سارے حِجابات (یعنی پَردے) اُٹھا دیئے جائیں گے اور مُردہ جمالِ جہاں آرا سے مُشَرَّف ہو گا، اب نَکیرَین (یعنی قبر میں سوالات کرنے والے دو فرشتے مُنکَر نکیر) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف اِشارہ کر کے پوچھیں گے۔

1 ..... شرح الشفا، 2/43، 44 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
2 ..... دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/552۔
3 ..... دیوانِ سالک، ص42 مکتبۃ المدینہ کراچی۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شبیہ مبارک نکیرین کے پاس ہو گی، اُس کی طرف اِشارہ کر کے پوچھیں گے۔

تیسری توجیہ یہ ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خود تشریف لاتے ہیں۔[1]

جب قبر میں دیکھوں گا کہہ دوں گا یہ آقا سے
یاں کھینچ کے لایا ہے اَرمان زِیارت کا[2]

اے اللہ پاک! ہماری قبر کو پیارے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے جَلووں سے آباد فرمانا، محشر میں بھی حضور کے دامنِ کرم میں جگہ نصیب کرنا، محبوب کی شَفاعت نصیب کرنا، پُل صراط پر آسانی عطا کرنا اور جنَّتُ الفردوس میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا بِلا حساب و کتاب پڑوس عطا فرمانا۔

آمین بجاہِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

❁❁❁

اِس بیان کو دیکھنے اور سننے کے لئے اِس لنک پر کلک کیجئے CLICK HERE

1 ..... فتاویٰ شارحِ بخاری، 1/406 دائرۃ البرکات گھوسی ضلع مئو۔
2 ..... قبالۂ بخشش، ص79 مکتبۃ المدینہ کراچی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محشر میں آمدِ مصطفٰے

دُرُود شریف کی فضیلت

اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جس نے مجھ پر 10 بار صُبح اور 10 بار شام دُرُودِ پاک پڑھا اُسے قِیامت کے دِن میری شَفاعت ملے گی۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہ علٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! ہمارے سلسلے "آمدِ مصطفٰے مَرحبا مَرحبا" میں آج ہمارا عنوان ہے "محشر میں آمدِ مصطفٰے۔" یعنی میدانِ محشر میں جب ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم شَفاعت فرمانے کے لئے تشریف لائیں گے تو وہ منظر کیسا ہو گا؟ آپ کی شَفاعت کیسی ہو گی؟ کون کون اِس سے کس طرح مُستفید ہو گا؟

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہ عَلٰی مُحَمَّد

شَفاعت کے لُغوی و شرعی معنٰی

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کے مقبول بندے قِیامت کے دِن گنہگاروں کی شَفاعت کریں گے۔[2] شَفاعت کے لُغوی معنٰی ہیں: وَسیلہ اور طلب جبکہ شرعی طور پر غیر کے لئے خیر مانگنا شَفاعت کہلاتا ہے۔[3]

1 ..... مجمع الزوائد، 10/163، حدیث: 17022 دار الفکر بیروت۔
2 ..... تفسیر کبیر، الزّخرف، تحت الآیۃ: 86، 9/648 ماخوذاً۔
3 ..... شرح الصاوی علٰی جوہرۃ التوحید، ص400 دار ابن کثیر۔

سرکار شَفاعت کا دَروازہ کھولیں گے

یہاں ایک بات یاد کر لیں کہ جب تک ہمارے آقا، حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم شَفاعت کا دَروازہ نہیں کھولیں گے کسی کو بھی شَفاعت کی اِجازت نہ ہو گی۔[1] آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے شَفاعت فرمانے کے بعد سب کے لئے ان کے دَرَجات کے بر ابر شَفاعت کا دَروازہ کھل جائے گا۔ اِس لیے اِس بات پر اِیمان رکھنا بھی واجب اور ضَروری ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے علاوہ اَنبیا و ملائکہ اور عُلَما و شُہدا، صَالحین اور کثیر مؤمنین، قرآنِ مجید، روزے اور کعبۃُ اللہ وغیرہ سب شَفاعت کریں گے۔[2] اللہ پاک چاہے گا تو ہم بھی اس شفاعت سے مستفید ہوں گے۔

اے حبیب! شفاعت کرو قبول کی جائے گی

اے عاشقانِ رسول! آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جو شَفاعت فرمائیں گے، وہ کیسی ہو گی اور کس طرح ہو گی؟ شفاعت سے پہلے مخلوقِ خدا کی کیفیت کیا ہو گی؟ آیئے اِس بارے میں ایک رِوایت مُلاحظہ کیجیے۔ چنانچہ؛ حضرت اَنَس رضی اللہُ عنہ رِوایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: مؤمنین قیامت کے دِن روکے جائیں گے حتّٰی کہ اس کی وجہ سے سخت غمگین ہوں گے تو کہیں گے: ہم اپنے رَب کی بارگاہ میں کسی کو شفیع لاتے ہیں کہ وہ کہیں اس جگہ سے راحت دے۔ چنانچہ؛

لوگ حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے پاس حاضر ہو جائیں گے عرض کریں گے: آپ اِنسانوں کے باپ ہیں، اللہ پاک نے آپ کو اپنے دَستِ قدرت سے بنایا، آپ کو اپنی جنّت

1 ..... فتاویٰ رضویہ، 29/575، المعتقد المنتقد، ص240 دار اہلسنۃ کراچی۔
2 ..... المعتقد المنتقد، ص247۔

میں رکھا، آپ کو اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا، آپ کو ہر چیز کے نام بتائے، اپنے رَب کے پاس ہماری شفاعت کریں کہ وہ ہم کو اِس جگہ سے نجات دے۔ وہ فرمائیں گے: میں تمہارے اس مقام میں نہیں ہوں۔ لیکن تم حضرت نوح علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ پاک نے زمین والے کفار کی طرف بھیجا۔

یہ سن کر لوگ حضرت نوح علیہ السّلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں تمہارے اس مقام میں نہیں ہوں۔ ساتھ فرمائیں گے کہ تم اللہ پاک کے خلیل حضرت اِبراہیم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے پاس جاؤ۔

لوگ اِبراہیم علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے کہ میں تمہارے اس مقام کا نہیں۔ ساتھ فرمائیں گے کہ تم موسیٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ پاک نے توریت بخشی اور ان سے کلام کیا اور انہیں مشورہ کے لیے قرب بخشا۔

لوگ موسیٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے پاس جائیں گے وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس مقام کا نہیں۔ ساتھ فرمائیں گے کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ پاک کے بندے، اس کے رسول اور اللہ پاک کی طرف سے رُوح اور اس کا کلمہ ہیں۔

لوگ عیسیٰ علیہ الصّلوٰۃُ والسّلام کے پاس جائیں گے وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس مقام کا نہیں لیکن تم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے بندے ہیں جن کے طفیل اللہ پاک نے ان کے گنہگاروں کے سارے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے۔

فرمایا: تو سب میرے پاس آئیں گے تو میں اپنے رَب کے پاس اس کے مقرر گھر میں حاضری کی اِجازت مانگوں گا، مجھے اِجازت دی جائے گی۔ میں جب رَب کو دیکھوں گا تو

سجدے میں گر جاؤں گا پھر جتنا اللہ پاک چاہے گا میں سجدے میں رہوں گا۔ پھر اللہ پاک فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اُٹھاؤ، کہو تمہاری سنی جائے گی، شَفاعت کرو قبول کی جائے گی، مانگو تم کو دیا جائے گا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: پھر میں اپنا سر اُٹھاؤں گا تو اللہ پاک کی وہ حمد و ثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا پھر شَفاعت کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی۔ میں وہاں سے چلوں گا انہیں آگ سے نکالوں گا اور جنَّت میں داخل کروں گا پھر دوسری بار لوٹوں گا اپنے رَب سے اس کے گھر میں اِجازت مانگوں گا مجھے وہاں کی اِجازت دی جائے گی، جب میں رَب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا جتنا سجدے میں رہنا رَب چاہے گا اتنا مجھے سجدے میں چھوڑے گا پھر فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری سنی جائے گی، شَفاعت کرو قبول کی جائے گی، مانگو دیئے جاؤ گے۔ فرمایا: تب میں سر اُٹھاؤں گا اپنے رَب کی ایسی حمد و ثنا کروں گا جو مجھے سکھائے گا پھر شَفاعت کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی میں روانہ ہوں گا انہیں آگ سے نکالوں گا اور جنَّت میں داخل کروں گا پھر میں تیسری بار لوٹوں گا اپنے رَب سے اس کی جگہ میں اِجازت مانگوں گا، مجھے اِجازت دی جائے گی تو جب میں رَب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا جب تک اللہ پاک مجھے چھوڑے رکھنا چاہے گا چھوڑے رکھے گا پھر فرمائے گا: اے محمد! سر اُٹھاؤ، کہو تمہاری سنی جائے گی، شفاعت کرو قبول کی جائے گی، مانگو تمہیں دیا جائے گا۔ فرمایا تو میں اپنا سر اُٹھاؤں گا تو اپنے رَب کی وہ حمد و ثنا کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا پھر شَفاعت کروں گا تو میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی پھر میں وہاں سے روانہ ہوں گا انہیں آگ سے نکالوں گا، جنَّت میں داخل کروں گا حتّٰی کہ آگ میں صرف وہ ہی رہ جائیں

گے جنہیں قرآن نے روکا یعنی جن پر ہمیشگی ضروری ہوگئی۔[1]

مَرتَبۂ شَفاعتِ کُبریٰ

اے عاشقانِ رسول! ایک حدیثِ پاک میں "توریت شریف" سے مالک و مختار نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے یہ اَوصاف (یعنی خوبیاں) منقول ہیں: میرے بندے احمدِ مختار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم، اُن کی پیدائش کی جگہ مکۂ مکرمہ اور جائے ہجرت مدینۂ طیبہ ہے، اُن کی اُمَّت ہر حال میں اللہ پاک کی کثیر حمد (یعنی بہت تعریف) کرنے والی ہے۔[2]

قیامت کے دِن مَرتَبۂ شَفاعتِ کُبریٰ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ جب تک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم شَفاعت کا دَروازہ نہ کھولیں گے کسی کو مجالِ شَفاعت یعنی شفاعت کی اِجازت نہ ہو گی بلکہ حقیقۃً جتنے شَفاعت کرنے والے ہیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دَربار میں شَفاعت لائیں گے، شفاعتِ کُبریٰ مومن، کافر، فرمانبردار، گنہگار سب کے لیے ہے کہ وہ قیامت کا حِساب شروع ہونے کا اِنتظار جو سخت جان لیوا ہو گا اُس کے لیے لوگ تمنّائیں کریں گے کہ کاش! جہنم میں پھینک دیئے جاتے اور اِس اِنتظار سے نجات پاتے، اِس مصیبت سے چھٹکارا کُفّار کو بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے صَدقے سے ملے گا، جس پر پہلے اور بعد میں آنے والے مُوافقین و مخالفین، مؤمنین و کافرین سب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی تعریف کریں گے، اِسی کا نام "مقامِ محمود" ہے۔[3]

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

---

1 ..... بخاری، 3/164، حدیث: 4476 بتغیر قلیل، بخاری، 4/576، حدیث: 7510 بتغیر قلیل۔

2 ..... تاریخ ابن عساکر، 1/186 دار الفکر بیروت۔

3 ..... بہارِ شریعت، 1/70، حصہ: 1 بتغیر قلیل مکتبۃ المدینہ کراچی۔

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیز گاری واہ واہ[1]

شَفاعت کا ایک ذَریعہ دُرُودِ پاک کی کثرت

اے عاشقانِ رسول! حدیثِ پاک میں ہے: جس نے یہ کہا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ[2] اُس کے لیے میری شَفاعت واجب ہو گئی۔[3] ہم گنہگاروں کی شَفاعت فرمانے والے، اپنے رَبّ سے ہمیں بخشوانے والے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: جس نے مجھ پر 10 بار صُبح اور 10 بار شام دُرُودِ پاک پڑھا اُسے قِیامت کے دِن میری شَفاعت ملے گی۔[4]

اے عاشقانِ رسول! اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مَدَنی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شَفاعت پانے کا ایک بہترین ذَریعہ دُرُودِ پاک کی کثرت بھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نیک بننے کا طریقہ بنام "نیک اَعمال" کے رِسالے میں بھی روزانہ کم از کم 313 بار دُرُودِ پاک پڑھنے کی ترغیب موجود ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ ہم جس بار ھویں والے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا جَشنِ وِلادت منا رہے ہیں، اُن پر روزانہ کم از کم 313 بار دُرُودِ پاک پڑھنے کی عادت بنالیں۔ آیئے! شَفاعت کی خیرات مانگتے ہوئے ہم اپنے بارھویں والے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر یہ دُرُودِ شفاعت پڑھتے ہیں، اللہ پاک ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شَفاعت سے

1 ..... حدائقِ بخشش، ص134۔
2 ..... اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر رَحمت نازِل فرما اور انہیں قیامت کے روز اپنی بارگاہ میں مُقَرَّب مَقام عطا فرما۔
3 ..... معجم کبیر، 5/25، حدیث: 4480 دار احیاء التراث العربی بیروت۔
4 ..... مجمع الزوائد، 10/163، حدیث: 17022۔

محروم نہ فرمائے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ [1]

اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

گر لبِ پاک سے اِقرارِ شَفاعت ہو جائے
یوں نہ بے چین رکھے جو شِشِ عصیاں ہم کو
نَیِّرِ حَشر نے اِک آگ لگا رکھی ہے!
تیز ہے دھوپ ملے سایۂ داماں ہم کو [2]

اے عاشقانِ رسول! کئی ایسی اَحادیثِ مبارکہ موجود ہیں جن میں اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی شَفاعت کی کیفیت بیان فرمائی ہے۔ ان میں سے آٹھ اَحادیثِ مبارکہ ملاحظہ کیجیے:

شَفاعتِ مصطفٰے پر 8 اَحادیثِ مبارکہ

(1) رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: خُیِّرْتُ بَیْنَ الشَّفَاعَۃِ وَبَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِی الْجَنَّۃَ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَۃَ لِاَنَّھَا اَعَمُّ وَاَکْفٰی اَتَرَوْنَھَا لِلْمُتَّقِیْنَ ! لَا وَلٰکِنَّھَا لِلْمُذْنِبِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ الْمُتَلَوِّثِیْنَ یعنی اللہ پاک نے مجھے اِختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا تمہاری آدھی اُمَّت جنَّت میں جائے، میں نے شَفاعت لی کہ وہ زیادہ تمام اور زیادہ کام آنے والی ہے، کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میری شَفاعت پرہیز گار مسلمانوں کے لیے ہے؟ نہیں بلکہ وہ اُن گنہگاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت خطاکار ہیں۔ [3]

1 ..... اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر رَحمت نازِل فرما اور انہیں قیامت کے روز اپنی بارگاہ میں مُقَرَّب مَقام عطا فرما۔
2 ..... حدائقِ بخشش، ص126۔
3 ..... ابن ماجہ، 4/524، حدیث: 4311۔

(2) خلق کے رَہبر، شافعِ محشر صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: شَفَاعَتِیْ لِلْهَالِكِيْنَ مِنْ اُمَّتِیْ یعنی میری شفاعت میرے اُن اُمتیوں کے لیے ہے جنہیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔[1]

(3) خاتم النبیین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِيَامَةِ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ یعنی میری شَفاعت میری اُمَّت میں اُن کے لیے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔[2]

(4) رَسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الذُّنُوْبِ مِنْ اُمَّتِیْ یعنی میری شَفاعت میرے گنہگار اُمتیوں کے لیے ہے۔[3]

(5) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اَنْ اَشْفَعَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِاَكْثَرَ مِمَّا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مِنْ شَجَرٍ وَحَجَرٍ وَمَدَرٍ یعنی رُوئے زمین پر جتنے پیڑ، پتھر، ڈھیلے ہیں میں قیامت میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی شَفاعت فرماؤں گا۔[4]

(6) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: شَفَاعَتِیْ لِمَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا يُصَدِّقُ قَلْبُهٗ لِسَانَهٗ میری شَفاعت ہر کلمہ گو کے لیے ہے جو سچے دِل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دِل کرتا ہو۔[5]

(7) رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اَنَّهَا اَوْسَعُ لَهُمْ وَهِیَ لِمَنْ مَاتَ وَلَا

1 ..... الکامل لابن عدی، 6/261 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
2 ..... ابو داؤد، 4/311، حدیث: 4739۔
3 ..... تاریخ بغداد، 1/433، رقم: 417 دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
4 ..... معجم اوسط، 4/104، حدیث: 5360 بتغیر قلیل۔
5 ..... مستدرک، 1/248، حدیث: 241۔

یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا شَفاعت میں اُمَّت کے لئے زیادہ وُسعت ہے کہ وہ ہر شخص کے واسطے ہے جو اللہ پاک کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے یعنی جس کا خاتمہ اِیمان پر ہو۔[1]

(8) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا: اٰتِیْ جَهَنَّمَ فَاَضْرِبُ بَابَهَا فَیُفْتَحُ لِیْ فَاَدْخُلُهَا فَاَحْمَدُ اللّٰهَ مَحَامِدَ مَا حَمِدَهٗ اَحَدٌ قَبْلِیْ مِثْلَهَا وَلَا یَحْمَدُ اَحَدٌ بَعْدِیْ ثُمَّ اُخْرِجُ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه میں جہنم کا دَروازہ کھلوا کر تشریف لے جاؤں گا وہاں خُدا کی تعریف کروں گا، ایسی نہ مجھ سے پہلے کسی نے کی، نہ میرے بعد کوئی کرے پھر دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال لوں گا جس نے خالص دِل سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہا۔[2]

❁❁❁

اِس بیان کو دیکھنے اور سننے کے لئے اِس لنک پر کلک کیجئے CLICK HERE

1 ..... مسند امام احمد، 7/170، حدیث: 19745 ملتقطاً۔
2 ..... معجم اوسط، 3/53، حدیث: 3845 بتغیر قلیل۔

تفصیلی فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
یادداشت	3	متبرک مقامات کی سیر	15
اِس کتاب کو پڑھنے کی 18 نیّتیں	4	مجوسی عالِم مُوبَذان کا خواب	16
المدینۃُ العلمیۃ (Islamic Research Center)	5	بوقتِ وِلادت سیدہ آمنہ کے مُشاہدات	17
		تین جھنڈے نَصب کیے گئے	18
مختصر فہرست	7	زمین کے مَشارق و مَغارب کی سیر	18
پہلے اِسے پڑھئے	8	بہت بڑا نورانی بادل	19
دُنیا میں آمدِ مصطفٰے		اَنبیائے کِرام کے دَریائے اَخلاق میں غوطہ	19
دُرُود شریف کی فضیلت	9	شانوں کے دَرمیان مہر لگائی گئی	20
بے شمار عجائبات کا ظہور	10	وِلادت کی خوشی میں کعبہ جھومنے لگا	20
اِس اُمَّت کے سردار اور نبی کی ماں	10	تمام اَنبیائے کِرام کے بعد آمدِ مصطفٰے	
وِلادت کے وقت ستارے جھکنے لگے	11	دُرُود شریف کی فضیلت	22
وِلادت کی رات چھ نشانیوں کا ظہور	11	میرا خاندان تمام خاندانوں سے بہتر	22
جنَّت کے خازِن فرشتے نے پیشانی پر بوسہ دیا	12	بنی ہاشم کے گھر سے بہتر کوئی گھر نہ دیکھا	23
		اپنی اصل کے لحاظ سے سب سے بہتر	23
آپ کو ہر نبی کا حِلم عطا کیا گیا	13	آپ کے سارے آباء و اَجداد توحید پر	24
آپ اَوّلین و آخرین کے سردار ہیں	13	پیارے آقا کا نسب مبارک	24
دُنیا کی عزت اور آخرت کا شرف	14	حضرتِ عدنان	25
پیدا ہوتے ہی شہادت کی انگلی سے اِشارہ	14	حضرتِ مَعَدّ	25
مشرق و مغرب کے دَرمیان ہر چیز روشن	15	حضرتِ نِزار	25

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حضرتِ مُضَر	26	قبیلہ بنی سَعد میں آمدِ مصطفٰے	
حضرتِ اِلیاس	26	دُرُود شریف کی فضیلت	34
حضرتِ مُدرِکہ	26	بچوں کی پرورش کا خصوصی اِہتمام	34
حضرتِ خُزیمہ	27	دودھ پلانے والی خوش نصیب خواتین	35
حضرتِ کِنانہ	27	سینۂ مبارک پر ہاتھ رکھا تو مسکرانے لگے	35
حضرتِ نَضْر	28	یہ بچہ بڑا بابرکت ہے	37
حضرتِ مالِک	28	کمزور خچر تیز چلنے لگا	37
حضرتِ فِہر	28	خیر الانام کا پہلا کلام	38
حضرتِ غالِب	29	اِنعامات اور برکات میں دِن بدن اِضافہ	39
حضرتِ لوَی	29	بی بی حلیمہ کا مکان رَحمتوں اور بَرَکتوں کی کان	40
حضرتِ کعب	29	مُلکِ شام میں آمدِ مصطفٰے	
حضرتِ مُرّہ	29	دُرُود شریف کی فضیلت	42
حضرتِ کِلاب	30	سرکار کی کفالت و نگہداشت	42
حضرتِ قُصَیّ	30	سرکار کے پاکیزہ کردار کی گواہی	43
حضرتِ عبدِ مُناف	31	تجارتی قافلے کے ساتھ مُلکِ شام کا سفر	43
حضرتِ ہاشِم	31	دَرخت نے جھک کر اپنا سایہ پھیلا دیا	44
حضرتِ عبدُ المطلب	31	راہب کی تفتیش	45
حضرتِ عبدُ اللہ	32	مُلکِ شام کا دوسرا سفر	47
حضرتِ محمد (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) بن عبدُ اللہ	32	سُست اونٹ تیز رَفتار ہو گیا	48
		نسطورا راہب سے ملاقات	48

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اتنا نفع آج تک نہیں ہوا	49	طائف میں دَرد واَلم کا سامنا	61
مُباہلے میں آمدِ مصطفٰے		جسم مبارک زَخموں سے چور چور	62
دُرُود شریف کی فضیلت	51	باغ میں دو رَکعت نفل کی اَدائیگی	62
نجران کے عیسائیوں کو دعوتِ اسلام	51	مَعبودِ بَرحق کی بارگاہ میں دُعائیہ کلمات	62
مُباہلہ کی دعوت دینا	53	باغ کے خادم کا خدمت کرنا	63
مُباہلہ کسے کہتے ہیں؟	53	جنگِ اُحد کے دِن سے بھی زیادہ سخت دِن	64
نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مُباہلہ	54	فرشتوں کا خدمتِ اقدس میں حاضر ہونا	64
مُباہلے میں تشریف لانے کا حسین منظر	55	مِعراج سے واپسی پر آمدِ مصطفٰے	
نجران والوں پر عذاب قریب آچکا تھا	55	دُرُود شریف کی فضیلت	66
مُباہلہ دِین کے یقینی مَسائل میں ہونا چاہیے	56	مختصر واقعۂ مِعراج	66
اگر مباہلہ ہوتا تو سب ہلاک ہو جاتے	56	واقعۂ معراج کی تَصدیق	68
روئے زمین پر ایک یہودی بھی باقی نہ رہتا	56	جنَّت میں سونے سے سجا ہوا محل	69
اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اسے دَبوچ لیتے	57	مُعاف کرنے والوں کیلئے بلند و بالا محلّات	71
طائف میں آمدِ مصطفٰے		ائمہ اور مُؤذِّنین کیلئے گنبد نُما خیمے	71
دُرُود شریف کی فضیلت	58	سَفَید چہروں والے لوگ	71
شہر طائف	58	قرض کا ثواب صَدَقے سے زیادہ	73
طائف کو تبلیغی سرگرمیوں کا مَرکز بنانے کا اِرادہ	59	مَساجد میں آمدِ مصطفٰے	
		دُرُود شریف کی فضیلت	74
طائف میں تشریف آوری اور دعوتِ دِین	59	مسجدِ اقصیٰ میں آمدِ مصطفٰے	74
طائف کے سرداروں کو دَعوتِ حق	60	اِمامُ الانبیا نے تمام اَنبیا کی امامت فرمائی	75

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
کائنات کی سب سے انوکھی نماز	75	20 رَمَضانُ المبارک کو فتح مکہ	86
اَنبیائے کِرام کے خطبات	76	فتح مکہ کی بشارت	87
اِبراہیم علیہ السّلام کا خطبہ	76	صلح حدیبیہ کا مختصر واقعہ	87
موسیٰ علیہ السّلام کا خطبہ	77	1400 صحابہ کے ساتھ عمرے کا اِرادہ	87
داود علیہ السّلام کا خطبہ	77	مبارک اُنگلیوں سے پانی کے چشمے بہہ نکلے	88
سلیمان علیہ السّلام کا خطبہ	77	خالی کنواں پانی سے بھر گیا	88
عیسیٰ علیہ السّلام کا خطبہ	78	صحابۂ کرام کا عشقِ رسول	88
امامُ الانبیا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا خطبہ	78	بیعتِ رِضوان	89
اِبراہیم علیہ السّلام کا فیصلہ	79	صُلحِ حُدیبیہ کی شرائط	90
مسجدِ قبا میں آمدِ مصطفٰے	80	مُعاہدے کی خلاف وَرزی	90
مسجدِ قبا کی تعمیر میں حصّہ	81	10 ہزار کا لشکر مکے کی طرف روانہ	91
مسجدِ جمعہ میں آمدِ مصطفٰے	81	کعبہ مقدّسہ کو بُتوں سے پاک فرمایا	91
مدینۂ منورہ میں سرکار کا اِستقبال	82	فتحِ مکہ کے روز دو ہزار اَفراد اِیمان لائے	92
بنو نجار کی بچیوں کی والہانہ محبت	83	سہیل بن عَمرو کا قبولِ اسلام	92
مدینۂ منورہ کی گلیوں میں آمدِ مصطفٰے کے نعرے	83	عبدُاللہ بن سعد کا قبولِ اسلام	92
		فتحِ مکہ کے روز اِیمان لانے والی چند شخصیات	93
مسجدِ نبوی کی تعمیر کے لئے زمین کی خریداری	84	مدینے شریف میں آمدِ مصطفٰے	
مسجدِ نبوی کی کچی اینٹوں سے تعمیر	84	دُرُود شریف کی فضیلت	94
فتح مکہ میں آمدِ مصطفٰے		ہجرتِ مدینہ کے اَسباب	94
دُرُود شریف کی فضیلت	86	کفار کی کانفرنس	95

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ہجرتِ رسول کا واقعہ	97	قبر میں سرکار کے بارے میں سُوال	109
کاشانۂ نبوت کا مُحاصرہ	98	قبر میں دِیدارِ مصطفٰے	110
کانٹوں کا بچھونا بستر پھولوں کی سیج بن گیا	98	مُشتاقانِ زیارتِ نبوی کیلئے خوش خبری	110
کافروں کے سروں پر خاک	99	موت کا وقت آنے پر خوشی	112
مکۂ مکرمہ سے محبت کا اِظہار	100	بلالِ حبشی کا موت کے وقت خوش ہونا	112
غارِ ثور میں تین رات قیام	100	حذیفہ بن یمان کا موت کے وقت خوش ہونا	112
غارِ ثور کے منہ پر حفاظت کا خدائی پہرہ	101	عمار بن یاسر کا موت کے وقت خوش ہونا	113
100 اونٹوں کا اِنعام	102	قبر میں سرکار کی زیارت کی تین توجیہات	113
اُمِّ مَعبد کی بکری	102	محشر میں آمدِ مصطفٰے	
سُراقہ کا گھوڑا	103	دُرُود شریف کی فضیلت	115
سُراقہ کا قبولِ اسلام	104	شَفاعت کے لُغوی و شرعی معنٰی	115
بُرَیدہ اَسلمی کا جھنڈا	104	سرکار شَفاعت کا دَروازہ کھولیں گے	116
اہلِ مدینہ سرکار کے دِیدار کیلئے بے قرار	105	اے حبیب! شفاعت کرو قبول کی جائے گی	116
اَنصار کا بارگاہِ رسالت میں نذرانۂ عقیدت	106	مَرتبۂ شَفاعتِ کُبریٰ	119
قبر میں آمدِ مصطفٰے		شَفاعت کا ایک ذَریعہ دُرُودِ پاک کی کثرت	120
دُرُود شریف کی فضیلت	107	شَفاعتِ مصطفٰے پر 8 اَحادیثِ مبارکہ	121
مسلمان کی قبر کُشادہ	107	تفصیلی فہرست	124
کافر پر اندھے فرشتے مُسَلَّط	108	❁❁❁	❁

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وِلادت کی خوشی میں کعبے پر جھنڈا

بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نَصب کئے گئے۔ ایک مشرق میں، دوسرا مغرب میں، تیسرا کعبے کی چھت پر اور نبیِّ رَحمت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی وِلادت ہو گئی۔ (خصائصِ کبریٰ، 1/ 82 مختصراً)

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی

UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net